حدیث قدسی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

الحمد للہ کہ در وقت سعید و زمان حمید رسالہ عجالہ

از تالیفات فاضل اجل حضرت مولنا مولوی غلام قادر صاحب مرحوم ساکن بھیرہ

نورِ ربانی فی مدح المحبوب السبحانی

حسب فرمائش نبیرۂ عالم حقائق سبحانی و عارف ذات سبحانی مولنا مولوی حکیم عبد القادر صاحب

المعروف مولوی علام مرحوم قریشی ہاشمی حنفی بھیری محمد مظہر عفی عنہ مہتمم مطبع ... لاہور میں چھپی

راحت حق کس ہو بامر الامر کے ہم

دیکھ عشق پر تنک و امین ہمارا کبھی نظر سے چھپا

۱۰۰۰ ـــــــــــ قیمت فی جلد [illegible]


نقشہ روضہ مبارک حضرت محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و سپاس اُس ذاتِ پاک پروردگار پر نثار ہے جس نے اپنی کلام معجز نظام واسطے ارشاد کے ہر ایک گم کردۂ راہ و رشاد کو سنائی۔ اور بذریعۂ انبیائے عظام و اولیائے کرام تبیین حلال و حرام کر کے و شریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر بنیاد سداد کی جمائی۔ اور نعت سرورِ کائنات سید السادات خاتم الرسل ہادی السبل مقتدائے کل فی الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر فوی سعادت کا شعار ہے۔ اور جبہ سائی و خاک بوسی عتبات عالیات آل اطہر صاحب لولاک کی باعثِ اعزاز و افتخار ہے اور فرمان بہ داری فرمان روایان اقلیم دین متین کی جو خیر خواہ و ہوا داد و جان نثار دربار دُربار مصطفوی کے ہیں عین شرافت ہر تاجدار ہے۔ امّا بعد پس عرصہ دراز سے اس احقر العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ کلمات طیبات غوث الثقلین نور المشرقین و المغربین متصرف الامور و مقلب الاعیان صاحب السر المکتوم واقف الغیب المختوم محبوب ربانی قطب صمدانی مسلم الیہ حکام التصرف فی کل قریب و دانی قدوۃ السالکین امام الصدیقین حجۃ العارفین صدر المقربین الواعظ بلسانین المنور بنورین شمس المعانی بدر المغانی السلطان السید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے بزبان اردو وا مزۂ گوش ہوش غلامان خدم و حشم دربار عالی کا

کردں مگر بباعث کم استطاعتی و بضاعت [stain]بات و بخوف سوء ادبی قال بے محل
کے جرأت قیام اس مقام میں نہ کرسکتا تھا۔ لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعم حضور
پرنور حضرت غوثیہ عالیہ کا موج زن تھا۔ اور ایک رشحہ اُس بحر ناپیدا کنار کا اس عاجز و
کمترین کے زشتی کا مزیل ہوا یعنے ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں دونگا
فدائے بعض میرے عزیزوں پر کچھی مفید نے قایم کر دکھایا تھا وہ بہ برکت توجہ و کرم حضرت
غوث الاعظم و حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین سنجری اجمیری قدس اللہ سرہٗ
کے اس طرح فیصل ہوا کہ کرامت حضرات کی عیاں ہو گئی۔ اور قبل پیشی اس مقدمہ کے
حضرت پیر صاحبزادگان عالی تبار سید چن پیر صاحب جانشین جگر پارہ جناب پیر سید
پیر حیدر شاہ صاحب و پیر سید امیر شاہ صاحب جانشین و جگر پارہ جناب سید پیر حیدر شاہ
صاحب پیرزادہ نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب حضور انور حضرت غوثیہ عالیہ
میں التجا کرو کیونکہ اپنے جگر پارہ کی عرض پر سب سے پہلے التفات فرماتے ہیں۔ دونوں
پیرزادوں نے تسلی و تشفی دیکر فرمایا تھا کہ دل و جان سے دربار عالی میں عرض کرینگے
اور یقین کامل ہے کہ صاحب دربار محبوب ربانی عرض منظور فرماویں گے چنانچہ
ویسا ہی ظہور میں آیا۔ علاوہ بریں جناب پیر سید امیر شاہ صاحب سے پیشتر التماس کیگئی
تھی کہ اگر آپ ایک رسالہ دربیان شان حضرت غوثیہ عالیہ چھپوائیں تو نہایت
خوشی کی بات ہے آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب جب زیادہ تر جوش طبیعت میں
اس کمترین کے آیا کہ یہ کار خیر جلدی سرانجام ہو جاوے تو آپ نے حسب وعدہ کار فرمایا
واضح ہو کہ بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی و غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں۔ قدیم سے بڑے بڑے

فاضل و مشایخ عمدہ کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسائل اردو میں موجود ہیں اور اکثر کرامات خرق عادات بذریعہ اُن کتابوں اور رسائل کے گوش زد عام و خاص کے ہیں۔ اور اہل سعادت فراخور حوصلہ استعداد یقینی خوش اعتقادی کے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں۔ دل میں ہے کہ اولاً مقدمہ اجمالی حال اہل اللہ کا لکھا جاوے بعدہ مقصد میں خاص حالات اُس دربار کے جو اولیاء اللہ کو معلوم ہیں اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں اور فتوح الغیب و بہجت الاسرار میں حضرت اقدس سے منقول ہیں تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہ عالی حضرت امامین شہیدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تا حضرت پیران پیر بطور شجرہ کے لکھا جاوے۔ تاکہ عوام کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ و دقت نہ ہو ⁂

تمہید

شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ نے کتاب انسان کامل میں لکھا ہے کہ امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الاف تحیۃ کے سات مراتب ہیں ۱۔ اسلام ۲۔ ایمان ۳۔ صلاح ۴۔ احسان ۵۔ شہادت ۶۔ صدیقیت ۷۔ قربت۔ اور بناء اسلام کے پانچ ہیں ۱۔ کہنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ۲۔ قایم کرنا نماز کا ۳۔ روزے رکھنے ماہ رمضان مبارک کے ۴۔ ادا کرنا زکوٰۃ کا ۵۔ حج کرنا کعبۃ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو رکن ہیں۔ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے مجمل و مفصل یعنے جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمل بیان فرمایا ہے۔ اُس کے ساتھ تصدیق و ایمان مجمل لانا اور جو کچھ مفصل لائے ہیں اُس کے ساتھ تصدیق مفصل کرنی جملہ احکام شریعت کے مفصل ہیں جب تک

سبب کے ساتھ تصدیق نہ ہوویگی ایمان نہ ہووے گا۔ اور صلاح میں مزید برایمان یہ ہے
کہ عبادت دائم کرنی بشرط خوف ورجا از جناب باریتعالی اور احسان میں علاوہ براں
استقامت کرنی ہے سات حالات پر ۱ توبہ ۲ انابت ۳ زہد و ورع ۴
توکل ۵ رضا ۶ تفویض ۷ اخلاص۔ یعنے عبادت خالص اللہ تعالی کے واسطے
کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آوے اور شہادت میں علاوہ براں ارادت ہے اور ارادت
کے تین شرائط ہیں ۱ محبت خدا تعالی کی بلا علت ۲ دوام ذکر اللہ تعالی کا بلا فتور و
سکون ۳ مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنے نفس کی مخالفت کرنے میں ناجایز یا
غیر واجب بات نہ کرے جس میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جاوے یا ثواب
اُس کا کم ہو جاوے۔ **فائدہ** شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت دوسرا رخصت
عزیمت اصل حکم ہے اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے جیسے روزے رکھنے ماہ
رمضان کے سفر میں عزیمت ہے اور افطار رخصت ہے پس اگر سفر میں مسافر روزے
رکھے تو ثواب بڑا ہے اور اگر نہ رکھے اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جاوے تب رکھے
تو رخصت ہے مگر ثواب اُس سے کم ہے اور صدیقیت میں علاوہ براں معرفت ہے
اور معرفت کے تین درجہ ہیں ۱ علم الیقین ۲ عین الیقین ۳ حق الیقین۔ اور ہر ایک
درجہ کی سات سات شرائط ہیں۔ ۱ فنا ۲ بقا ۳ معرفت ذات بلحاظ تجلی اسماء
۴ معرفت ذات بلحاظ تجلی صفات ۵ معرفت ذات بلحاظ ذات محض ۶ معرفت
اسماء وصفات باعتبار ذات ۷ معرفت ذات باعتبار اتصاف بالاسماء والصفات
اور قربیت میں علاوہ براں ولایت کبریٰ ہے۔ اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں

---

۵ یعنے راضی ہونا خدا تعالے کے حکم پر ۱۲ ۶ یعنے اپنے کام سب خدا تعالے کو سپرد کر دینے ۱۲

۱۰ خلت جو مقام ابراہیمی ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ یعنے جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا ۱۱ حُبت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اون کو حبیب لقب دیا ۱۲ ختام یہ مقام محمدی ہے۔ اس مقام میں لواء الحمد قائم ہوا ہے ۱۳ مقام عبودیت ہے اس درجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی فرمایا۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تا کہ رحمۃ للعالمین ہون۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں ÷

تتمہ تمہید

محبت خدا تعالیٰ کی تین قسم پر ہے۔ محبت ۱ فعلی اور محبت ۲ صفاتی اور محبت ۳ ذاتی۔ محبت فعلی عوام کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں اور محبت صفاتی خواص کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صفات جمالی و جلالی کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبت اُن کی خالی از علت ہوتی ہے۔ اور محبت ذاتی تعشق ذاتی کا نام ہے کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہے جیسا کہ شکل روح بصورت جسد بباعث تعشق ذاتی کے ہے۔ محبت عوام کی فعلی ہے اور محبت شہداء کی صفاتی ہے اور محبت مقربین کی ذاتی۔ اور معرفت یعنے حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مقام صدیق کا ہے۔ اور مقامات معرفت کے تین ہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انقلابات اتصاف بالاسماء والصفات کے صاحب حقیقۃ الیقین کا ہو جاتا ہے۔ یہ اول مقامات مقربین کا ہے۔ اور قربت ممکن ہے ولی کا قریب ہونا اللہ تعالیٰ کے در صفات حق پس قربت نام ہے

ظہور العبد کافی تنوعات اسماء و الصفات قریب ظہور حق کے ۔ کیونکہ صفۃ اللہ تعالیٰ کو منسوخ نہیں ہو سکتا مگر جب عبد تصرف کرتا ہے تو کوئی شئے اسکا عصیان نہیں کرتی ہے احیاءِ الموتیٰ (مردوں کو زندہ کرنا) اور ابراءُ الاکمہ (مادرزاد اندھے کو بینا کرنا) اور ابراءُ الابرص (جذام والوں کو اچھا کرنا) کر سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ ولی اللہ جوار اللہ تعالیٰ میں ہے اور جو شخص جوار اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے اُس کی مشیت و ارادہ کے مطابق ظہور ہوتا ہے جیسے اہل جنت جنت میں جو چاہیں گے وہ ہوویگا ⁂

(قطعہ)

حق را گرچشم اگرچہ ندیدہ اند	از دیدن جمال محمد شناختند
او را بچشم دیدہ و شناختند ازاں	از صورتش عیاں وہ معنیش ساختند

(مقدمہ)

فصل قال اللہ تعالیٰ وَيُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ یعنے خدا تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے اور وے اوسکو دوست رکھتے ہیں ۔ اس آیت کریمہ میں اضافت محبت کی اولاً لیوے خدائے تعالیٰ ہے اور ثانیاً لیوے عباد جس سے صاف معلوم ہوا کہ محبت وصف اولی خدای تعالیٰ پاک کی ہے (مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ) عشق ہر چند بین بین آمد میل و جذبے ز جانبین آمد ⁂ لیک عشق حق است اصل دراں ⁂ پرتو آن فتادہ بر دگران تا ز اہل طلب خدائے مجید ⁂ منتجلی نشد باسم مرید ⁂ بارادت کسے نشد موصوف ⁂ بمحبت کسے شد موصوف ⁂ ذات حق با ہمہ صفات بہم ⁂ خبر وجوب و وجود لغت قدم از حقایق باسر ہا سار لیست ⁂ در مجاری جسم و جان جاریست ⁂ لیک پردہ ز روئے

خود نگشاد ÷ ہیچ جا جز بقدر استعداد ÷ آن یکے مستعد دانائی ÷ وآن دگر قابل توانائی ÷ علم و دانش زان یکے زو سر ÷ فعل و قدرت نمود ازان دگر ÷ شد یکے مظہر ارادات و خواست ÷ شیوۂ عاشقی از و برخاست ÷ تاخت بروے جمال عزّ و قدم ÷ در رہ عاشقی نہاد قدم ÷ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ الافخم مقالہ ۱۶ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں وَیُرَدُّ عَلَیْكَ التَّكْوِیْنُ تَكْوِیْن (پیدا کرنا اشیاء کا) تجھ پر رد کیا جاتا ہے ۔ فَتُكَوِّنُ كُلِیَّاتِكَ قُدْرَةً پس تو سارا قدرت ہی ہو جاتا ہے شیخ عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح لکھتے ہیں کہ جب ولی اللہ مضیق تنگی البشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اُس کو یہ مرتبہ و کرامت عطا ہوتی ہے کہ اشیاء کو بدوں اسباب عادی کے اُس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ سب مؤمنین بہشت میں اسی اقتدار پر ہوویں گے بہشت مقام قدرت کا ہے کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی ۔ اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے ۔ اور اولیاء اللہ کاملین کہ عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلی اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں اور در اصطلاح صوفیہ کرام اس کامل کو عبد القادر کہتے ہیں الخ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبد القادر جو وظائف اوراد میں بروقت طلب حل مشکلات پڑھتے ہیں یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرْ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ یہی ہے کہ عند الحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ اون کو اس اقتدار کی وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے اور شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ باب ۱۲ کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر کسی اسم میں تجلی فرماتا ہے تو بندہ اُس کے نور میں مضمحل و فانی ہو جاتا ہے ۔

پس اگر کوئی شخص اُس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے۔
اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقاء واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنیوالے کو
جواب دیتا ہے۔ پس اگر کوئی یا محمدؐ کہیگا تو اللہ تعالیٰ جواب میں لبیک فرماوے گا۔
فصل جب معلوم ہوا کہ محبت صفت اولی خدا تعالیٰ کی ہے۔ تو اب تعریف حدی
یا تصور کلی اُس کا محال ہے اور جس نے کوئی تعریف محبت کی کی ہے تو اُس نے لوازم
و آثار کے ساتھ کی ہے۔ شیخ ابو العباس بن عریف صنہاجی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ غیرت
صفت محبت کی ہے اور غیرت پردہ چاہتی ہے سو اسی سبب پوری پوری تعریف
محبت کی ناممکن ہے مسلم الکل ہے کہ بعض امور قابل حد ہیں اور بعض ناقابل حد۔ محبت جسکا
وصف ہو وہی اوس کو جانتا ہے لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے۔ اور وجود محبت
کا انکار نہیں کرتا۔ محبت بندہ کی یہ اثر دکھاتی ہے کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اُس سے
محجوب ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔ یعنی محبت
کسی شئی کی تیرے تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے محب کے نزدیک خیال میں سوائے محبوب کے کچھ
نہیں سماتا ہے خَيَالُكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي فَمِي ۔ وَمَثْوَاكَ فِي قَلْبِي فَأَيْنَ تَغِيبُ
یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیرا مقام میرے دل میں سو
تو اب کہاں پوشیدہ رہیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ اثر ہے كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا
وَيَدًا وَرِجْلًا یعنی جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُسکا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور
پیر بنجاتا ہوں۔ پس اثر محبوبیت و محبت کا یہی ہوا کہ نور الٰہی قوت مدرکہ بشر پر غالب
ہو گیا۔ اور اُسی کی قوت کے آثار جلوہ گر ہوئے۔ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے
تو بسبب اجزا مناسب کے ہوتا ہے۔ استغراق کلی اُس میں نہیں ہوتا باقی اجزا محب کے

اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہو جاتا ہے کیونکہ
انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ حدیث صحیح ہے
جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہو جاتا ہے تو حضرت آلہیہ اُس کی طرف
متوجہ ہوتی ہے۔ پس جملہ اسماء آلہیہ اُس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ متخلق
بالاسماء ہوتا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں اِس انسان کو ابوالوقت کہتے ہیں کہ اُسپر
جمیع اسماء وصفات کا غلبہ ہو۔ اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا اُسپر غلبہ ہو

فصل جملہ صفات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اسپر دلالت کرتا ہے یعنی
کہہ یا محمدؐ کہ اگر تم پیار رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کریگا۔ اور
کوئی فعل حضرت صلعم کا بدوں صفت باری تعالی کے نہیں ہے قُلْ مَآ اَدْرِیْ
مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ یعنے کہہ یا محمدؐ میں نہیں جانتا وہ جو میرے قوت کے ساتھ کیا
جاوے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جاوے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ
میں تابع اُوسی کا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے اور مقربین بارگاہ محمدی حسب
اِتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں اور اِس قرب و منزلت کو سوائے
محبوب و محب کے کوئی خیال نہیں کر سکتا۔ اور منشاء اس محبت کا خیال کرنے سے اتنا
معلوم ہوتا ہے کہ باعث اس کا ایک امر خفی ہے جس کا بیان خارج از امکان ہے
امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان و حُسن وغیرہ کو لکھ کر
اخیر میں فرمایا کہ مناسبت طبعی ہوتی ہے اور مناسبت طبعی گاہ ظاہر ہوتی ہے جیسی
محبت طفل با طفل و غیر ذالک جنس با جنس اور گاہ مخفی۔ چنانچہ حضرت صلعم نے اس

مناسبت معنی کی طرف اشارہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح انبوہ تھے سو جس جس نے باہم پہچانا وہ الفت پذیر ہوگئے اور جو انجان ہے وہ مختلف ہوئے۔ یہ پہچان وہی مناسبت معنی ہے۔

فصل اعلےٰ مراتب قرب عنداللہ میں مقام عبودیت کا ہے جو بعد از طے مدارج مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے۔ حسن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام میں توجہ حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ ۴۰ میں فتوح الغیب کے فرمایا ہے وَتَعْقِلُ بِاللّٰهِ وَتَطْمَئِنُّ وَتَسْكُنُ بِاللّٰهِ فَتَعْمٰى عَمَّا سِوَاهُ وَتُصَمُّ عَنْهُ فَلَا تَرٰى لِغَيْرِهٖ وُجُوْدًا یعنے تو خدا کے ساتھ ہی سمجھتا ہے اور خدا کے ساتھ ہی قرار و آرام پکڑتا ہو سو تو ماسوٰی سے اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے پس اللہ کے سوا وجود نہیں دیکھتا یہانتک سیر الی اللہ ہوتی ہے بعدہ سیر فی اللہ کی۔ اور سیر فی اللہ کی نہایت کوئی نہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنے بتا ہمکو سیدھی راہ سب کو خواہ مبتدی ہو یا منتہی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے۔ اور اس مقام والے اعلیٰ متقی ہوتے ہیں کہ غیر کا خیال ان کی قوت متخیلہ میں نہیں گذرتا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی بڑا معزز تم میں کا خدا تعالیٰ کے پاس بڑا متقی تمہارا ہے۔ یہ قرب مکانت و مرتبت کا ہے نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار قسم پر قرار دیا ہے۔ ایک قرب نوافل۔ دوم قرب فرائض۔ سوم قرب جامع القربین چہارم اعلےٰ و اکمل کل مقامات سے۔ قرب نوافل میں حق تعالیٰ سمع و بصر و ید و رجل بندہ کا ہو جاتا ہے جیساکہ حدیث قدسی كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا میں ہے اور قرب فرائض میں بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے جیساکہ حدیث نبوی میں

وارد ہے۔ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ یعنے حق حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے۔

اور جامع الفرقین اس آیت کریمہ میں ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اس مقام میں بندہ و خدا کا فعل بھی ثابت ہوا اور نفی فعل بندہ کی۔ چہارم جو اعلیٰ و اکمل مقامات ہیں اُنہیں گنجایش تعدد کی نہیں وہ مقام حضرت صلعم کا ہے۔ اور یہی مقام توحید کامل و خلافت کبریٰ کا ہے +

فصل ب ج۔ معرفت منزلیت التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار و اوصاف بشریت کا نام ہے کہ بسبب اوصاف باری تعالیٰ کے اثر و نشان فعل بندہ کا نہ رہے۔ اور شریعت طریقہ ظاہر دین کا ہے جس کو انبیائے کرام علیہ السلام امر الٰہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے جو طریق قربت الی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قایم ہو یگا وہ شرع رب پر قایم ہے اور شریعت عین حقیقت کا ہے۔ مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عام لوگ ہیں اور حقیقت کے قلیل خاص الخاص تو شریعت و حقیقت کو جدا جدا خیال کیا اور شریعت احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا۔ اور در اصل دونوں ایک ہیں۔

حضرت غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کُلُّ حَقِیْقَۃٍ لَا یَشْھَدُ لَہُ الشَّرْعُ فَھُوَ زَنْدَقَۃٌ یعنے جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دیوے وہ زندقہ (بیدینی) ہے۔

؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی + یعنے حفظ احکام شرعی فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت و طریقت و حقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب و درجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن و روح و جان کا نام ہے۔ اور ہر ایک بدن و روح و جان درجات و شعبے ہیں +

فصل باب ۱۲ فتوحات ج میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا روح مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے۔ اور امداد کرنیوالا جمیع انبیاء ورسل و اقطاب کا ہے از ابتدائے خلقت آدم علیہ السلام تا قیامت حضرت صلعم سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نبی کب ہوئے فرمایا کُنتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ۔ یعنی میں نبی اُس وقت تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل میں متفرق تھے۔ اور حضرت صلعم کا نام مبارک اُس وقت مداوی الکلام تھا یعنے زخموں کی دوا کرنیوالے۔ کیونکہ حضرت صلعم جراحات روحی یعنے ہوا داری و دنیا و شیطان و نفس کے خبیر و واقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی مکہ معظمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی۔ و اب حضرت صلعم نے نگاہ مبارک ادہر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے۔ جو گرمی و خشکی میں نہایت درجہ میں ہے اور کوئی بنی آدم وہاں نہیں پہونچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے مکہ معظمہ سے ہی بنگاہ ولایت دیکھا ہے بحکم زُوِیَت لِیَ الاَرضُ۔ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر ہیں عالم میں اکمل مظہر قطب زمان میں ہوتا ہے۔ اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں (مہدی آخرالزمان) اور ختم ولایت عامہ میں (عیسےٰ علیہ السلام) ہیں اور باب ۲ میں ہو کہ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سہل بن عبد اللہ رحمتہ اللہ وغیرہ محققین اہل کشف نے ذکر کیا ہے کہ اول ارادہ تجلی عزیزی الٰہی کا ہوا ہے حقیقت کلیہ کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام ہباء ہے۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے تجلی نور کی ہباء میں فرمائی تو کل حقایق سے اقرب حقیقت محمدیہ تھی جس کا نام عقل کل ہے پس حضرت صلعم مبداء کل عالم کے ہیں اور اول ظاہر در وجود از آں نور الٰہی واز ہباء اور عین بدن حضرت صلعم و عین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا۔ اور اقرب الناس اُس وقت حضرت صلعم کے پاس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں۔ اور یہ کل صورت
عالم کی نمونہ و مثال اُس مطابق ہے جو علم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ پس اس عالم کی شکل مطابق
صورت علمی حق سبحانہٗ کی ہے اور حیاتیات میں ہے کہ منزلت قطبیت ایامین کی شناخت
ضروری ہے۔ اس مقام میں بعد انبیاء کرام علیہ السلام کے متمکن تر امام حسن رضی امام حسین رضی
ہیں۔ اور ماسوائے انکے جو امام ہے وہ اپنے مرتبے کے اندازہ پر ہے۔ اور ہر قطب کے دو
امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام یمین کا نام عبد الرب اور امام الیسر کا نام عبد الملک ہے۔
اور قطب کا نام عبد اللہ ہے۔ اگرچہ والدین یا اور لوگوں نے اُنکے نام اور رکھے
ہوں۔ جب یہ قطب مجلس قربت و تمکین میں قائم کیا جاتا ہے تو اُسکے واسطے تخت
درمیان آسمان و زمین کے نصب کیا جاتا ہے۔ اگر اُس تخت کو خلقت دیکھے تو
عقل سب کی پریشان ہو جاوے۔ وہ قطب اُس پر جلوس فرماتا ہے۔ اور دو امام وزیر
اُسکے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ ارواح
و ملائکہ و جن و بشر روحانی اُس کی بیعت کرتے ہیں ایک دوسرے کے بعد جو روح
اُس کی بیعت کرتی ہے تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے۔ اور وزیر اُس کا
جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جاوے۔ اور ملائکہ اور روحانیوں
کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم الٰہی مجرد سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ
عبد الرب کو امام اقصٰے بھی کہتے ہیں۔ اور امام عبد الملک کو امام ادنیٰ (اقرب)
سو امام اقصٰے کو شیاطین دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اُسکی نگاہ اُن پر پڑے تو قلعی کی طرح
پگل جاتے ہیں۔ اور یہ امام بہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ قبیح اعمال
بندوں کے بڑی سزائیں دیکھ کر روتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت اُسکے سامنے

کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گونہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شدائد و مصائب میں امام ادنیٰ یعنی عبدالملک کی طرف رجوع کیا جاتا ہے سو اُسکے ہاتھ سے خدا آسان کر دیتا ہے اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلقت پر احسان کرتا ہے مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ اس طرح کہ لوگوں کو اُسکے کرم کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔ حکام و والیان ملک کا عزل و نصب اُسکی طرف رجوع کرتا ہے اور شیاطین نار پر اُس کا بڑا تسلط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوف بجمیع اسماء الٰہیہ کا ہے تخلقاً و تحققاً اور مرآت (آئینہ) حق کا ہے اور مظہر صفات مقدسہ کا اور مجلیٰ مظاہر الٰہیہ کا اور صاحب وقت اور عین الزمان اور سرِ قدر ہے اُسکو علم دہر الدہور کا ہے۔ اور غالب اوسپر خفاء ہے۔ اور محفوظ ہے اور خزائن غیرت در پردہا ہے صون الٰہی کثیر النکاح ہوتا ہے محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ مشروع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت کا حق بھی بر حد الٰہی پورا دیتا ہے حافظ اوقات ہوتا ہے یہ اللہ ہی کا رہتا ہے نہ غیر کا اس کی حالت عبودیت و افتقار کی ہے۔ قبیح کو قبیح جانتا ہے اور حسن کو حسن جمال مقید در زینت و اشخاص کو دوست رکھتا ہے ارواح خوبصورت بن کر اُسکے پاس آتے ہیں غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت و غیب کی پیچھے وجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے اور اُسکے بوجب دلالت کرتا ہے اور چلتا ہے اور اتراتا ہے۔ اسمیں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی اگر قطب اہل ثروت و دنیا دار ہو تو مال میں ایسا تصرف کرتا ہے جیسا کہ غلام اپنے مولیٰ کریم کے مال میں تصرف کرتا ہے اور اگر با لدار نہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کرتا بلکہ عند الاحتیاج برائے طبیعت خود اپنے دوست کی طرف اپنی حاجت پیش کرتا ہے جیسا کہ کوئی شفیع

کسی کی سفارش کرتا ہے۔ یہ قطب برخلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال کے ہوتا ہے کیونکہ اصحاب احوال ہمتیں کرتے ہیں اور ہمتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں۔ وے لوگ اسباب ظاہری کو چھوڑ کر اپنی ہمتوں کو کام میں لاتے ہیں اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی العلم ہے۔

فصل باتئ میں ہے کہ اس دار دنیا میں بعد رسول کریم صلعم کے تین رسول زندہ بالجسد موجود ہیں۔ ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر اور ہفت آسمان عالم دنیا میں محسوب ہیں کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قایم ہے اور اُنکے فناء سے فنا ہو جاویگی اور آخرت میں زمین و آسمان متبدل ہو جاویں گے جیسا کہ یہ صورت انسانی متبدل ہو کر اور صورتیں نہیں گی کہ بول و براز انسان کو نہ آویگا۔ اور دوسرا الیاس علیہ السلام ہے۔ تیسرا عیسے علیہ السلام ہے یہ دونوں مرسل ہیں۔ قایم ہیں ساتھ دین حنیفی کے جس دین کو حضرت صلعم لائے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ان چاروں کا وجود بحیات جسدی دار دنیا میں باقی ہے اور یہ سب رسول اوتاد ہیں۔ اور دو امام اور ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالی کا ہے قطب اُنکا بمنزلہ حجر اسود کے ہے اور باقی دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفوظ ہے اور دوسرے کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی حضرت صلعم کا۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے۔ برائے نام رسول ہیں درحقیقت دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں۔ باوجود ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالۃً و وراثۃً از رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قایم ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ شان امت حضرت صلعم کی ہے کہ ہر ایک رسول کا منصب پر ایک شخص ہے جو اُسکا نائب ہے اور نائب و منیب دونوں زندہ و باقی ہوتے ہیں۔

اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابتہً و اصالتہً ہوتی ہے اور منجملہ اُن کے اقطاب ہیں جیسا کہ قطب بلد اور قطب جماعت شیخ ہوتا ہے اور مطلقاً قطب زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے۔ وہ مقربین سے ہے اور سید الجماعت فی زمانہ اور امام دو ہوتے ہیں ایک عبد الرب دوسرا عبد الملک دونو وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم الملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک ملکوت کا۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ ایک نگہبان مشرق کا۔ دوسرا مغرب کا۔ تیسرا شمال کا۔ چوتھا جنوب کا۔ اور سات ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت اقلیم کی حفاظت ہے۔ صاحب اقلیم اول کا برقدم خلیل علیہ السّلام ہوتا ہے اور صاحب اقلیم ثانی کا برقدم موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث برقدم ہارون علیہ السلام اور رابع برقدم ادریس علیہ السّلام اور خامس برقدم یوسف علیہ السّلام اور سادس برقدم عیسےٰ علیہ السّلام اور سابع برقدم آدم علیہ السّلام۔ یہ سات شخص اسرار سبعہ سیارہ پر واقف اور مطلع ہوتے ہیں کہ اسماء و صفات الٰہیہ کے اسرار اُن میں مودع ہیں۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ احسن الصمت تھے یعنے خاموش۔ عمدہ طور پر۔ اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس ذریعہ سے ملتا ہے کہا کہ گرسنگی و بیداری و خاموشی و عزلت کے سبب ملتا ہے۔ اور نقباء بارہ ہیں۔ بارہ برج آسمان کی تعداد پر۔ وے بارہ برج کی خاصیت جدا جدا جانتے ہیں۔ یہ نقباء عالم العلوم شرایع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار اُن کو معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا۔ اور اُن کو ایسا علم ہے کہ اگر کسی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اُس نشان سے سعادت و شقاوت

اُس کی معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیافہ دان لوگ قیافہ آدمی سے اُسکا حال طبعی معلوم کر لیتے ہیں اور دیار مصر میں ایسے ایسے لوگ دیکھے جو پتھروں میں نشان قدم شخص کا معلوم کر کے اُسکا پتہ دیتے ہیں اور منجملہ اُن کے نجباء ثمانیہ ہیں کہ اُن کو علم صفات ثمانیہ کا ہے اور سموات ثمانیہ کا۔ اور منجملہ حواریین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ حضرت صلعم کے زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع السیف والحجۃ ہوتا ہے دونوں کے ساتھ اقامت دین کی کرتا ہے۔ منجملہ اُن کے چالیس رجبی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ماہ رجب کے ہلال کے طلوع سے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ماہ رجب ختم ہو جاتا ہے اور شعبان آتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ ایسی بیہوشی میں سال بھر کا حال اُن پر کشف ہو جاتا ہے۔ منجملہ اُنکے ایک ختم ہے۔ وہ واحد ہے۔ ہر زمانہ میں بلکہ وہ واحد ہے در عالم اُس کے ساتھ خداتعالی نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے۔ اولیاء امت محمدیہ میں اُس سے بڑا کوئی نہیں یہ مہدی علیہ السلام ہے بعدہ ختم دوسرا ہے اُسکے ساتھ ختم دورہ ولایت عامہ کا ہے یہ عیسی علیہ السلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے۔ قیامت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے دو حشر ہونگے ایک اُمت محمدیہ میں دوسرا رسولوں میں۔ اور منجملہ اُنکے تین سو ولی ہے۔ بر قلب آدم علیہ السلام۔ ہر زمانہ میں کم وبیش نہیں ہوتے۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا اُسکے مقام میں قائم کیا جاتا ہے ؞

فائدہ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ یہ تین سو ولی بر قدم آدم علیہ السلام ہے۔ یا بر قلب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذالک بہ معنی ہیں کہ جو علوم اُن اکابر کے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پہ وارد ہوتے ہیں اور معارف [illegible] وہ کبیر منقلب ہوتا تھا ویسا ہی یہ ولی بھی منقلب ہوتا ہے اور بعض مشائخ بجائے قلب کے

قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلاں برقدم فلاں ہے تو اُسکے معنے بھی وہی ہیں جو برقلب کے
ہیں۔ اُن کی دُعا وہی ہے جو دعاء حضرت آدم علیہ السّلام کی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا
اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۔ یہ طایفہ اولیا
کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے۔ جو مدت اصحاب کہف کے سونے کی غار میں تھی۔
اور یہ مدت ثلث یوم الرب کا ہے۔ یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس اگر عارف
ایک یوم رب کے پاس علوم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحس کے ہزار سالے
میں حاصل نہیں کرسکتے۔ اور یہ طبقہ اولیاء کا وہ اسماء جانتا ہے جن کی نسبت اللہ تعالےٰ
نے ملایکہ کو خطاب کرکے فرمایا تھا۔ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
اور مراد از انباء اسماء اس آیۃ کریمہ میں انباء از مسمیات ہے نہ وہ کہ عوام خیال کرتے
کہ انباء اسماء دالہ بر مسمیات مراد ہے اور منجملہ اُن کے چالیس برقلب نوح علیہ السّلام
ہوتے ہیں۔ دُعاء اُن کی دُعاء نوح علیہ السّلام ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۔
مقام ان کا مقام غیرت دینیہ کا ہوتا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے حضرت صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ مِّنْ غَیْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ یعنی اللہ تعالیٰ
غیرت والا ہے غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرمایا ہے۔ یہ یاد رہے کہ برقلب و برقدم
کے یہ معنے ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدمؑ و حضرت نوح علیہ السّلام کے قلب پر وارد ہوئے
ہیں۔ وہ سب ان اکابر کے مجموع میں ہیں۔ نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع اُن علوم کا ہے
بلکہ اُن کے سارے علوم ایک کُل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السّلام کا ہے
اور ان اربعین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلّوں کو مقرر کیا۔ نہ کم

وبیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہو جاتے ہیں اور منجملہ اُن کے سات برقلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعاء اُن کی دعا خلیل علیہ السّلام کی ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ مقام اُن کا مقام سلامت کا ہے۔ بے شک رب اللہ تعالیٰ نے اُنکے سینے غل سے صاف کر دیئے ہیں۔ اُن کو سُوء ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جو شرور نسبت مخلوق کے شرع میں بیان ہوئے ہیں وہ حجابات ہیں۔ اور در اصل جو نسبت رحمت الٰہی کی طرف مخلوق کی ہے۔ جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ رحمت ہے۔ اور رحمت خیر ہے۔ سوا اِن اکابر کو وہ رحمت الٰہیہ پیش نظر رہتی ہے۔ کسی کو شر نہیں جانتے۔ اور تصرف الٰہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں۔ نہ من حیث الحکمت۔ کہ حکمت اختلاف اور شک بد کا حکم فرما رہی ہے۔ اور منجملہ اُن کے پانچ برقلب جبرئیل ہوتے ہیں۔ علوم ان کے حسب تعداد پروں جبرائیل علیہ السّلام کے ہیں۔ سات سو یا سات ہزار ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السّلام اُن کا ممد و معاون رہتا ہے۔ اور قیامت کے روز جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایستادہ ہو وینگے۔ اور منجملہ اُن کے تین برقلب میکائیل علیہ السّلام ہیں۔ یہ بڑی خوشی و لبسط و شفقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ انکے علوم بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ منجملہ ایک برقلب اسرافیل علیہ السّلام ہے۔ ابا یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ برقلب اسرافیل علیہ السلام تھے۔ اور یہ شخص نیز برقلب عیسےٰ علیہ السلام ہوتا ہے۔ پس جو شخص برقلب عیسیٰ علیہ السّلام ہوگا۔ وہ برقلب اسرافیل علیہ السّلام بھی ہوگا۔ اور یہ نہیں کہ جو برقلب اسرافیل علیہ السّلام ہو۔ وہ برقلب عیسیٰ علیہ السّلام بھی ہو۔ اور اکثر اولیاء برقلب انبیاء داؤد و صالح علیہما السلام ہیں۔ اور

رجال الفتح اور رجال التحت و السفل شمار کر کر قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہٗ نے باب ۱۸ صفحہ ۲ ج میں فرمایا۔ منجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے۔ اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے۔ استطالت اُس کی کل شئے پر ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ان میں سے شجاع مقدام کثیر الدعوی بالحق یقول حقا و یحکم عدلا کان صاحب ہذا المقام شیخنا عبد القادر جیلانی ببغداد یعنے بہادر پیشقدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوی کرنیوالا۔ کہتا سچ اور حکم کرتا انصاف و عدل سے صاحب اس مقام کے تھے۔ ہمارے شیخ بغداد میں عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اُن کا دبدبہٗ غلبہ ساتھ حق کے تھا خلق پر۔ بڑی شان والے تھے۔ اخبار اُنکی مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی ٭

چونکہ اہل اللہ کی تعداد کامل اور اصناف و طبقات اُن کے بیان کرنے سے ایک کتاب کلان بنتی ہے۔ لہذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے کیونکہ اصل مقصود تالیف اس رسالہ سے تعداد مناقب و مناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا نبی ہو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کریگا۔ جب اُسکے مرتبہ تک رسا کار ہو ویگا ورنہ نا دیدہ ظنا و تخمینا یہ کیفیت منکشف نہیں ہو سکتی۔ لہذا اوصاف و مناقب جناب اقدس کے وہی بیان ہوں۔ جو کچھ خود حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں ٭

(مقصد) ارباب دانش و بینش فطنت و مبصران بصیرت و خبرت پر واضح ہو۔ کہ پائے راستی و درستی اعتقاد کا جب راہ رشاد و سداد کو طلب کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم انبیاء و مرسلین و آل طیبین و اصحاب طاہرین و اولیاء کاملین و علمائے راسخین و شہداء و صالحین کو پا لیتا ہے۔ اور دست شوق و محبت مردان آگہ و محبوبان بارگاہ کے قدم ثابت کو پکڑتا ہے

تو مالک و لایت و حمایت لطف جمیل عطف جلیل کا ہو جاتا ہے۔ اور دل نیاز منزل ارباب لُب اصحاب حُب کا جب چشم سر سریت کے ساتھ دیکھتا ہے تو نور جمال با کمال مہوشاں روضۂ حظیرۃ القدس سے منور و مکمل ہو جاتی ہے۔ اور گوش ہوش اہل ذوق لذایذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے تو صوت سروش غیبی کو بلا شک لاریب استماع کرتا ہے۔ اور زبان حال و قال جب باہم اتفاق واتفاق وانش پذیر ہوتی ہے۔ تو اسرار حقایق و دقایق انوار وراء الوراء کے باشارات وکنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جس کو ازل میں بلسان کرم ندا دی ہے۔ تو وہ مستانہ و دیوانہ وار وادئ جمال مطلق و حادیٔ کمال برحق کو سدھارا۔ اور دل و جان کو مشاہدۂ عز و کمال و مطالعہ جاہ و جلال عوالم الغیب التوحید سے مظہر تجلیات قدس و تفرید کا بنکر جسم عنصری و پیکر عبہری کو سنوارا۔ اور بعد کد و کاوش و جہد و آویزش کے آرایک اُنس پر اینس ہوا۔ اور بساط انبساط چار بالش قدس پر صفوف صافی سرشتاں میں ہم جلیس ہوا۔ حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے مناقب جلیلہ و مناصب جمیلہ اقطاب و اغواث کے ادراک و فہم سے فوق ہیں۔ فہم و وہم مگس طلبنیان عوام کا اوج پران شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔ قیاس و گمان بُوم شوم بادیہ نشینان حیرت و غیرت نغمہائے عندلیب گلستان جنان فردوس برین کو سن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طیبات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے۔ عربی کا الفاظ کا مقصد متکلم کلیم اللہ آسا طور تجلیات اسرار میں مستور ہے۔ پس پردہ ہائے واشعۂ شعہائے

مسطور۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔
حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کا کلام بڑی عظمت و شان کا ہے۔ سامعین کمل اولیاء

ادراک معانی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ مجھکو کسی پر قیاس مت کرو۔ اور نہ دوسرے کو مجھپر۔ میں وراء الوراء ہوں۔ میری کلام کی تصدیق کروگے تو اُس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب کرنی سم ساعت یعنے زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی کلام سنکر متعجب ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا شیخ عبد القادر آپ مکر الٰہی سے خائف نہیں۔ حضور نے اُنکے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حماد دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حماد بیہوش ہوگئے۔ جب حضرت نے ہاتھ اُٹھایا تو ہوش میں آگئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہد نامے خدا تعالیٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ مکر نفرمادیگا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کرسی وعظ پر باآواز بلند فرماتے تھے

معنی

اَنَا الْمَحْفُوْظُ اَنَا الْمَلْحُوْظُ اَنَا الْمَحْظُوْظُ میں خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں میں حظ پانے والا ہوں۔ اَنَا اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ۔ میں ایک بڑا پوشیدہ راز ہوں خدا تعالیٰ کے رازوں سے یَا عَزِیْزُ اَنْتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ۔ یعنے اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے۔ میں یکتا زمین میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ رات و دن میں ستر بار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جاوے۔ اور فرماتا ہے۔ اے عبد القادر بات کہہ تیری بات سُنی جاویگی۔ اے عبد القادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تجھپر ہے کھانا کھاؤ۔ اور پانی پیو کلام کرو۔ میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے۔ اور مجلس وعظ میں بیٹھے بیٹھے ہوا میں چلے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے آفتاب طلوع نہیں کرتا۔ یہانتک کہ مجھپر سلام کرے۔ اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا ہے۔ اور خبر دیتا ہے۔ جو کچھ اُسمیں گذریگا۔ اور ماہ و ہفتہ و دن ایک ایک آتا ہے۔ اور سلام کرتا ہے۔ اور اپنی اپنی خبر دیتے

ہیں۔ کہ یہ ہمارے اندر گذریگا۔ اور قسم عزت اپنے رب کی کہ نیک بخت لوگ و بد بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں۔ اور میں تم سب پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوں (حجت اللہ تعالیٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریمؐ کا ہوں۔ اور زمین میں وارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبد القادر قدس سرہٗ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرما رہے تھے۔ کُلُّ وَلِيٍّ عَلٰى قَدَمِ نَبِيٍّ۔ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے۔ وَاَنَا عَلٰى قَدَمِ جَدِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں۔ کوئی قدم نہیں اُٹھایا حضرت صلعم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے۔ مگر قدم نبوت کا کہ اُسجگہ سوائے نبی کے دوسرا کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریسؒ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشایخ ہیں۔ اور جنات کے بھی مشایخ ہیں۔ اور ملائکہ کے بھی مشایخ ہیں۔ اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں۔ اور حافظ عبد العزیز معروف با بن الاخضر رح کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے کہ میں خلقت کے امور و عقل سے پرے ہوں۔ کل رجال الحق جب تقدیر حق تک پہونچتے ہیں۔ تو رک جاتے ہیں۔ اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر میں خدا کے ساتھ مینے منازعت کے ساتھ قوت خدا کے واسطے رضامندی خدا کی۔ فَالرَّجُلُ هُوَ الْمُنَازِعُ لِلْقَدَرِ لَا الْمُوَافِقُ لَهٗ۔ پس مرد وہ ہے کہ تقدیر حق کا منازع ہو۔ نہ موافق کہ وہ مرد نہیں۔ اور فرماتے تھے خوشی واسطے اُسکے ہے کہ جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا

یاد رکھنے والی کو دیکھنے والی کو دیکھا۔ اور میں حسرت ہوں اُس پر جسنے مجھ کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت قدس سرہٗ معروف کرخی کی قبر پر گذرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ تو مجھ سے ایک درجہ آگے گذرا۔ جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السّلام علیک یا شیخ ہم تمسے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ قبر سے جواب آیا۔ وعلیک السّلام یا سید اہل زمانہ۔ یعنے آپ پر سلام اے سردار اہل زمانہ کے ٭

اور حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک دفعہ فرمایا۔ عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے بعد مدت فرمایا۔ اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور آبادی۔ اور خشکی اور دریا صاف اور پہاڑ میری سپرد کئے گئے۔ اُس وقت کے اولیاؤں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ مگر سب نے خدمت میں آکر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلہ سے مانگا کرو۔ اور وعظ کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے۔ اور اہل آسمان کے سنو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٭ یعنے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں کہ تم نہیں جانتے اور میں اُن چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے (فائدہ) جبکہ حضرت کے اصحاب اور بار یابان دربار عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے۔ اور کل اولیاء اللہ ہی ہوتے تھے۔ پس عوام اور خواص علماء۔ و اولیاء کے ادراک اور فہم کو رسائی کہاں ہے۔ کہ اُنکے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں۔ اور فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ۔ کچھ مجھ سے سیکھو اے عراق والو۔ احوال میرے پاس ایسے ہیں۔ جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے۔ جسکو چاہوں پہنوں۔ تم تسلیم کرو ورنہ میں ایسے لشکر لاؤنگا کہ تم کو اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ باغ کا تم ...

اَلْفَ عَامٍ۔ لے لڑکے ہزار برس اس مراد پر سفر کر کہ تم مجھ سے ایک کلمہ سُنے۔ اے غلام سب ولایتیں میرے پاس ہیں۔ سب درجے میرے پاس ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم کیجاتی ہیں۔ اور کوئی نبی نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور نہ کوئی ولی ہے۔ مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور مُردے اپنی روحوں کے ساتھ۔ منکر ونکیر جب قبر میں تیرے پاس اونیگے تو اُن سے میرا حوال پوچھنا۔ وہ تجھ کو میری خبر دیوینگے (فائدہ) آپ کی اس کلام فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمانا قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ۔ نسبت کل اولیاء کے ہے۔ خواہ زندہ تھے اُسوقت یا مردہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منکر نکیر کا سوال سب سے ہوتا ہے۔ مگر آپکے مرید برعکس لوگوں کے منکر ونکیر سے سوال کرینگے۔ کہ ہم کو حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی خبر دو۔ اس جواب سوال سے کوئی عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ سایل کا جواب مجیب پورا دیوے تو طرفین کی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر جواب نہ بن آوے تو مجیب دب جاتا ہے۔ اور سایل کے سامنے شرما جاتا ہے۔ اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اُس کے یہ بھی فرماتے قسم ہے اللہ کی تم پر کہو آپ نے سچ کہا ہے۔ بیشک میں یقین سے بولتا ہوں جسمیں کوئی شک نہیں۔ مجھ کو بلایا جاتا ہے تو بولتا ہوں۔ اور دیا جاتا ہے تو تقسیم کر دیتا ہوں۔ اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں۔ ذمہ اُسکا ہے جسنے مجھ کو امر کیا۔ اور دیت عاقلہ[1] پر ہے۔ میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے

[1] عاقلہ اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے رشتہ دار یا ذمہ دار ہوں۔ جب کوئی حرکت اُس سے ہو وے۔ اور تاوان دینا پڑے تو عاقلہ دیتے ہیں۔ ۱۲

اور تمہاری دنیا اور عاقبت کے جانے کا سبب ہے۔ میں بڑا شمشیر زن ہوں۔ میں بڑا قتل کرنے والا ہوں۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے۔ اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا۔ جو تم کھاتے ہو۔ اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اور تم میرے سامنے مثل شیشوں کا نچ کے ہو۔ تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں۔ اور حکم خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاع یوسف کی خود بتاتی۔ جو اُس میں ہے۔ لیکن میرا دن سوائے زبان کے رو مثار وشا اپنے بھید بتا دیتا۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے۔ تاکہ عالم اُس علم کا راز فاش نہ کرے (حکایت) ذکر ہے کہ ایک دن آپ انجیر کھا رہے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا۔ اور بیہوشی میں ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اسوقت میرے دل کے واسطے ستر دروازے علم لدنی کے کھولے گئے۔ ہر ایک دروازہ اتنا چوڑا ہے۔ جتنی چوڑائی درمیان آسمان و زمین کے ہے۔ پھر معارف میں اہل خصوص کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بیہوش ہو گئے۔ اور سب نے خیال کیا کہ کوئی ایسی کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولیگا۔ اور قبل از ظہر منگل کے روز ۱۶ ماہ شوال ۵۲۱ ہجری حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا۔ آپ نے عرض کیا یا ابی میں عجمی مرد ہوں فصحائے عرب کے سامنے بغداد میں کس طرح بولوں۔ حضرت نے فرمایا منہ اپنا کھول تو حضرت شیخ نے منہ کھولا پس حضرت نے سات دفعہ منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ اور فرمایا کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کرو۔ ساتھ حکمت و موعظت حسنہ کے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے

واسطے بیٹھے۔ خلقت بہت جمع ہوئی تھی۔ پھر کلام بند ہوگئی۔ پس حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پاس کھڑے ہیں۔ پس حضرت شیخ نے عرض کیا یا ابتا۔ کلام بند ہوگئی۔ فرمایا اپنا منہہ کھول جو منہہ کھولا تو چھ بار اپنا لعاب منہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرمائے۔ آپ نے فرمایا واسطے ادب کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ غائب ہوگئے۔ بعدہ حضرت نے وہ وہ معارف اور حقایق حضرت الٰہیہ اور حضرت آدم علیہ السّلام اور باقی حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین متحیر اور بیہوش ہوگئے اور وہ کلام پاک آپکا جن جن مقربین کے خیال میں رہا۔ انہوں نے لکھ لیا۔ اور اپنے اصحاب احباب کے سامنے بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے بہجتہ الاسرار میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام یا ترجمہ اُسکا لکھا جاوے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے وے خود بہجتہ الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر اُٹھاتے ہیں بلکہ عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اُس کلام پاک کا اس رسالہ میں لکھنا کچھ مفید معلوم نہیں ہوتا (حکایت) عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ نام حویلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیو اُسکو اُٹھا لے گیا۔ اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ اس رات میں کرخ کی خرابی میں فلانے ٹیلے کے پاس بیٹھو اور زمین پر ایک دایرہ خط کا کھینچو۔ اور گرد اپنے کھینچتے ہوئے یہ پڑھو باسم اللہ علی نیتہ عبدالقادر۔ پس جب رات اندھیری ہو جاوے گی تو کئی طائفے جنوں کے مختلف صورتوں پر تیرے پاس سے گذریں گے سو اُن کی صورت سے خوف مت کھانا۔ سحر کے وقت

جنات کا بادشاہ بڑی فوج میں تیرے پاس آویگا۔ اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سو
تو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ اور اپنی بیٹی کا حال
اُس کے سامنے بیان کرنا سو میں بموجب فرمان حضرت کے وہاں گیا ویسا ہی کیا۔
سو ڈرانی صورتیں میرے پاس گذرتی تھیں۔ اور میرے دایرہ کے اندر کوئی نہیں آتا
تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا۔ اور اُس کی اردل میں بہت فوجیں
جنات کی تھیں۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے آدمی تیری کیا حاجت ہے
مین نے کہا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے وہ جھٹ گھوڑے سے
اُتر کر زمین چومنے لگا۔ اور دایرہ کے باہر بیٹھا۔ اور اُس کی فوج بھی بیٹھی۔ اور بولا اب
اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اپنی فوج سے
دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے سبنے لاعلمی بیان کی۔ پھر بعد ایک ساعت کے
ایک دیو اُسکے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی اُسکے ساتھ تھی۔ اُسکو چین کے شیاطین سے
کہتے تھے۔ پادشاہ نے اُسکو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اسکو اُڑا لیگیا ہے
بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنیکا
حکم دیا۔ اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ پادشاہ حکم شیخ عبدالقادر
قدس سرہ کا بجالایا ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ ہاں بیشک حضرت اپنے مقام
سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں تو وے اُن کی ہیبت سے اپنے
اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں بتحقیق اللہ تعالیٰ جب قطب کو قایم کرتا ہے تو اُسکو
جنات و آدمیوں پر تصرف دیتا ہے (حکایت) ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی بہت آتی ہے۔ اور عزیمت والے اُس کے حال

میں تھک رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ سرکش وادی سرندیپ کے سرکشوں سے ہے نام اُسکا خانس ہے جب تیری زوجہ کو مرگی آوے تو اُسکے کان میں کہو۔ اے خانس شیخ عبدالقادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئیے۔ اگر تو پھر آوے گا۔ تو ہلاک ہو ویگا۔ وہ شخص چلا گیا۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت کیا بولا کہ میں نے بموجب فرمودۂ حضرت شیخ کے کیا سو اب تک مرگی اسکو نہیں آئی۔ اور بعض روسائے صناعت عزیمت کے کہتے ہیں کہ بغداد شریف میں بحالت حیات حضرت شیخ قدس سرہٗ چالیس برس رہا۔ اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی۔ اور بڑا نے پندرہ ماہ کی تپ والے کے کان میں کسی نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرہٗ کہا۔ اے آم ملدم (نام بخار کا ہے) حضرت شیخ فرماتے ہیں نکل جا۔ اور حلہ کو جاوہ دور ہو گیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرہٗ) اَلْاِنْفِرَادُ فِیْ طَرِیْقِ طَلَبِہٖ اِمَادَۃُ صِحَۃِ الْمَحَبَّۃِ، یعنے تنہا ہونا تیرا خدا کی طلب کی راہ میں نشان صحت محبت کا ہے۔ اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے تیرا بولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہوا ساتھ غیر اللہ کے اُس نے وصل کی حلاوت نہیں چکھی۔ جو کوئی ایک لمحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔ حق و صدق و عدل عدل جوارح پر اور حق عقول پر اور صدق قلوب پر۔ جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل کے طلب کریگا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بنجاویگا جس سے عجائب دنیا و آخرت کے دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت بسبب فکر کا ہے کثرت فکر علامت ہے حضور قلب کی۔ اور حضور قلب کا مع اللہ تعالےٰ

علامت توفیق کی ہے اور حصول توفیق رہبر ہے حضرت قدس سرہ کا مشتبہ کی کہانی سے منبع طاعت کی صفائی مکدر ہو جاتی ہے۔ اقامت وظایف خدمت سے اعراض کرنا سبب ہے۔ اعراض خدا کا اے غلام بلبل کی طرح نہ ہو کہ موسم ربیع میں اپنی آواز کی عاشق ہو کر اپنے غموں کے ساتھ ترجیع کرتی ہے۔ اور اپنی خوش آوازی پر وقت گذارتی ہے۔ اسکی آواز سے سوائے شکایت مہجوری کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ لیکن تو باز کی طرح ہو کہ بلبلوں کے آواز کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور نغمات ہوا لتف کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔ حکایت عبداللطیف خادم حضرت شیخ کا کہتا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑہائی سو دینار قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک شخص جسکو میں نہیں جانتا تھا حضرت کے پاس بلا اذن چلا آیا اور بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ واسطے دین ہے۔ پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ ہر ایک حقدار کا حق پہونچا دو۔ اور فرمایا کہ یہ شخص صراف قدر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صراف قدر کیسا ہے۔ فرمایا کہ فرشتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو مدیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ اُن کا دین ادا کرتا ہے اور یہی عبداللطیف کہتا ہے۔ کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا میں چند قدم تشریف لے گئے۔ اور فرمایا یا اسرائیلی قِفْ وَاسْمَع کلام مُحَمَّدِی۔ یعنے اے اسرائیلی ٹھیر کر کلام محمدی کا سُن۔ پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا کہ ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی گذرا تو میں اُس کی طرف گیا اور جو کچھ تم نے سنا وہ میں نے کہا۔ وہ ٹھہر گیا۔ حکایت عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کلام فرما رہے تھے کہ مینہ برسنے لگا۔ مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا۔

میں جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔ مینہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس برستا تھا اور مجلس پر ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریا دجلہ طغیانی میں آگیا حتی کہ بغداد شریف غرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حضور میں آکر مستغیث ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا۔ اور دجلہ کے کنارے کی طرف آئے اور پانی کے کنارہ پر عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک اسی وقت سے پانی گھٹ گیا ؛

حکایت ابو بکر بن احمد بن محمد کہتا ہے کہ شیخ حماد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا کہ مینہ آگیا میں نے کہا یہ بات معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے۔ یارب انکی حرمت کے سبب مینہ تھام لے مینہ تھم گیا۔ حتی کہ میں اپنے گھر پہنچا جب گھر پہنچ گیا۔ تو بارش شروع ہوئی (کلمات)

یَا غُلَامُ عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَالصَّفَا۔ اے لڑکے صدق اور صفاء کو لازم کر پکڑ۔ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالی کے قریب نہ ہوتا۔ اے غلام اگر تیرے دل کے پتھر کو عصائے موسی اخلاص کا مارا جائے تو اس سے چشمے حکمت کے جاری ہونگے اخلاص کے پروں کے ساتھ ظلمت نفس کہاں سے اڑتا ہے۔ نور قدس کے میدان میں جاتا ہے۔ روضۂ مقصد صدق کے زیر سایہ بعد طیران کے اترتا ہے۔ اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم مجلس بادشاہ کے ہیں۔ اور ذوق حلاوت شہود بلا کا تلخی صبر بلا کو دور کرتا ہے۔ اے غلام عیون عقول تحول۔ نے دنیا کی طرف نہیں التفات کیا اور حبوطی بخلی دنیا نے انکو فریب نہیں دیا۔ بلکہ وے قول محبوب کا جو قول دنیا سے ہے سمجھ گئے اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ حیاتی دنیا کی کھیل ہے یا غلام۔ لذتوں کے حجاب سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور منافذ شہوات سے سینوں کی طرف گذرتا ہے۔ جب دنیا کے فریب

نفوس میں بغض آخرت کا ہوتا ہے سو خوشی ہو اوسکو کہ غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اسکے حال کا چشمہ صاف ہوا اور قرب مولی کا طالب ہوا اور ضروریات اپنی کیطرف نکل بھاگا اور قبل از محاسبہ اسرع المحاسبین اپنے نفس سے محاسبہ کر چکا۔ **حکایت** شیخ بقا ابن بطوح نے کہا۔ پیر مرد مع ایک جوان کے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسکے واسطے دعا کرو۔ یہ میرا بیٹا ہے اور حالانکہ بیٹا اُس کا نہیں تھا بلکہ سریت غیر صالح پر تھا۔ سو حضرت شیخ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے اتنا فرما کر حویلی میں داخل ہوئے۔ پس اُسی وقت سے اطراف بغداد میں آگ لگی۔ جب ایک مکان میں بجھاتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا بغداد پر مثل بادل کے اُتر رہی ہے بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرہٗ کے۔ سو میں دوڑ کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضبناک بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔ یَا سَیِّدِی اِرْحَمِ الْخَلْقَ یعنی اے میرے سردار لوگوں پر رحمت فرماؤ۔ لوگ ہلاک ہو گئے۔ آخر حضرت کا غضب فرو ہوا۔ سو میں نے دیکھا کہ بلا ہٹ گئی اور آگ ساری بجھ گئی۔ **حکایت** عمر بزاز کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا میں نے دل میں کہا تعجب ہے کہ ہم ہر جمعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور ازدحام لوگوں کے سبب سے شیخ تک رسائی نہیں ہوتی تھی۔ یہ خطرہ ہنوز تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے میری طرف تبسم فرما کر نگاہ کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑے۔ حتی کہ میرے اور حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے میں نے اپنے جی میں کہا وہی حال اس سے اچھا تھا حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التفات فرمایا۔ اور کہا یا عمر تم نے وہ ارادہ

کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ قلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر چاہوں تو انکو
اپنے سے پھیر دوں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں (کلمات) اول مومن کے
دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے۔ پھر چاند علم کا۔ پھر آفتاب معرفت کا۔ پو بنجم حکمت
کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے شمس معرفت کی روشنی سے مولے کو دیکھتا ہے۔
نفس مطمئنہ بجم ہے قلب سلیم سر صافی شمس۔ مقام نفس کا باب اللہ میں ہے۔ مقام قلب کا
دربار میں مقام سر کا مخدع میں۔ سر قائم ہے حضور میں حق سبحانہ تعالیٰ کے وہ قلب کو تلقین
کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے اور نفس مطمئنہ زبان پر املا کرتا ہے۔ اور
زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شب
کا ہے۔ اور بروقت صفائی سر کے عجائبات نظر آتے ہیں جبتک تو ساتھ نفس کے ہے
اگر کوئی چیز لیتا ہے تو حرام کھاتا ہے اور جب تک قلب متقلب کے ساتھ ہے تو شبہ
کھاتا ہے اور جب سر صاف ہوا تو حلال مطلق کھاتا ہے۔ رضا بالقضا سبب قرب کا
اور باعث ہے دخول قلب کا دار الفضل میں۔ یا ھذا اھدہ الی الصدیقین فیہ
آشکار در رب العالمین۔ صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے علم ہیں اور شموس معارف کے
ان انوار کے ساتھ فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے۔ **حکایت** شیخ ابوالعباس احمد بن
علی صرصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ
سے سنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے
قیامت کے روز اُس سے عذاب تخفیف کیا جاویگا۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا۔ اور
علی صرصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں اپنے باپ کو دیکھا۔ اُس نے ذکر
کیا ہے۔ کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت [illegible]

جا کر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گذرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہو گئے۔ پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے۔ اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ بہ برکت حضرت شیخ کے عذاب مجھ سے دور ہوا۔ اور یہ لباس جو تو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں۔ پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہ کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گذریگا میں عذاب اُس سے خفیف کر دونگا۔ اور علی صرصری کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اُسوقت حضرت کے سامنے ذکر تھا کہ مقبرہ باب انرج میں ایک میت کئی دن سے دفن کیا گیا ہے اور اُس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اُس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھایا ہے بولے معلوم نہیں۔ فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا المقصر وار لایق خسارت کے ہوتے ہیں! اور ایک ساعت سر مبارک نیچے ڈالا ہیبت اور وقار سے آپ بڑے ذی رُعب معلوم ہوئے۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اُس نے آپکا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اور ظن آپکے ساتھ نیک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سبب سے اسپر رحم فرمایا۔ سو اُسکے بعد کبھی آواز قبر سے نہ سنی گئی **حکایت** شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور اُن کی اُمتیں موقف کی طرف آرہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اُمت اُن کی بہت ہے جیسے رات کی گھٹا۔ اور اُن میں مشایخ ہیں۔ اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنے دوست

ہیں شمار اور انوار میں متفاوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمراہ اُن کے بہت خلقت ہے سب سے زیادہ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبد القادر ہیں اور اصحاب اُنکے ۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ سے بڑھ کر حُسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ اُنکے تابعین میں آپکے تابعین سے زیادہ حُسن والا ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

اِذَا کَانَ مِنَّا سَیِّدٌ فِی عَشِیْرَۃٍ — عَلَاهَا وَاِنْ ضَاقَ الْخِنَاقُ حَمَاهَا
وَمَا اخْتُبِرَتْ اِلَّا وَاَصْبَحَ شَیْخُهَا — وَمَا افْتَخَرَتْ اِلَّا وَکَانَ فَتَاهَا
وَمَا ضُرِبَتْ بِالْاَبْرَقِیْنِ خِیَامُنَا — فَاَصْبَحَ مَاْوَی الطَّارِقِیْنَ سِوَاهَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا۔ اگر حلق میں رسّی تنگ ہو جائے تو اُس سے چھوڑا دیگا۔ اور نہیں امتحان لیا اُس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اُسکا قطب ہوا اور نہیں فخر کیا اُس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا۔ اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں۔ (ابرقین مدینہ شریف کے پاس بنی جعفر کا چشمہ ہے) لگائے گئے کہ رات کے آنے والے مسافروں کا ٹھکانا اُن کے سوا ہووے۔ اور حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے تھے بھائی حسین حلاج لغزش کھا گیا۔ اُسکے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اگر میں اُس زمانہ میں ہوتا تو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور میرے دوستوں اور مریدوں اور محبتوں میں سے جسکا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اوسکا ہاتھ پکڑنے والا ہوں حکایت بشر قرظی نے کہا کہ نیشاپور کے رستہ میں چودہ اشتر لشکر کے لدے ہوئے تھے ایک جنگل ڈراونے میں اوترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے کھڑا نہیں رہتا تھا۔ اول شب میں کوچ

گیا۔ سو چار شتر بار دار گم گئے۔ اور قافلہ چلا گیا۔ اونٹوں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اور ساری رات ڈھونڈھتے رہے۔ پتا نہ لگا۔ جب صبح ہوئی مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپنے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو پکار تاوہ سختی تجھ سے دور ہو جاویگی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چلے گئے۔ یا شیخ عبدالقادر میرے شتر جاتے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف التفات کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شخص ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس ہیں آستین سے مجھ کو اشارہ کرتا ہے کہ تعال تعال یعنے ادہر ادہر آ۔ پس جب میں ٹیلے پر چڑھا تو کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ پھر دیکھا تو چاروں شتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں۔ اُن کو پکڑ لیا اور قافلہ کو جا ملے۔ یہ قصہ عبداللہ جبائی نے لکھا۔ اور ابوالمعالی نے کہا کہ یہ حکایت ابوالحسن علی جناز کے سامنے میں نے بیان کی سو اُس نے کہا میں نے ابوالقاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے جو شخص کسی کربت میں میرے ساتھ استغاثہ کرے تو وہ کربت اُس سے دور ہو جاتی ہے اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لیکر پکارے وہ شدت اوس سے کھل جاتی ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بنا دے تو وہ حاجت اُس کی روا کیجاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑہے۔ اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے۔ پھر درود شریف سلام حضرت صلعم پہ بھیجے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لاوے۔ اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ حاجت اُسکی روا کیجاویگی۔

(فصل) اسمائے مبارک اساتذۂ حضرت شیخ قدس سرہٗ ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابوالخطاب

محفوظ بن احمد کلورانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن یعلی۔ ابو سعید مبارک بن علی مخزومی۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کے اور فروع اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث شریف کے مشایخ کثیر ہیں۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔ ابو سعد محمد بن عبدالکریم بن خنبش۔ ابوالغنایم محمد بن علی بن میمون رسی اور ابوبکر احمد بن مظفر بن سوسن تمار اور ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔ اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی اور ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن طلحہ اصبہانی۔ ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر۔ اور ابو طاہر عبدالرحمن بن احمد بن عبدالقادر۔ اور ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی۔ وابوالعز محمد ابن مختار ہاشمی۔ اور ابوالنصر محمد والوالغالب احمد والو عبداللہ یحییٰ۔ ابنا و امام ابی علی حسن بن بنا۔ وابوالحسین۔ مبارک بن عبدالجبار صیرفی معروف۔ بابن طیوری۔ وابو منصور عبدالرحمن بن ابی غالب قزاز۔ وابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم۔ یہ سب حضرت شیخ صاحب کے اُستاد حدیث کے تھے۔ اُستاد علم ادب۔ ابو زکریا یحییٰ ابن علی تبریزی مشایخ صحبت ابوالخیر حماد بن مسلم وباس لینے علم طریقت کا اور علم ادب لیا۔ اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخزومی سے لیا۔ آپکی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذو البیانین واللسانین یعنی عربی فارسی میں وعظ فرمانے والے اور کریم الجدین الطرفین یعنی حسنی حسینی اور صاحب البرہانین والسلطانین یعنے شریعت وطریقت والے اور امام الفریقین والطریقین اور ذی السراجین والمنہاجین اور تلامذہ آپ کے مشایخ جم غفیر ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی مفصل اُن کے بہجت الاسرار میں ہیں۔ حکایت اکثر مشایخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپکا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر دیکھتا ہوں

حضرت نے اُسکو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں سچ ہے۔ حضرت نے اوسکو جھڑکی فرمائی۔ اور اُس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کہیگا پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ شخص سچا تھا یا جھوٹا فرمایا کہ وہ سچا ہے۔ اشتباہ میں پڑا ہوا ہے اُسکے دل کی آنکھ نے نور جمال دیکھا۔ اور چشم سر کی طرف ایک سوراخ کھل گیا تو اُس کی چشم نے بچشم دل نورِ شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشم سر اُس نور کو دیکھ رہی ہے۔ جس کو چشم دل دیکھتی ہے۔ اور اُسکی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا ہے فقط اور یہ نہیں جانتا۔ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ ؕ یعنے اللہ تعالیٰ نے دو دریا چھوڑ دیئے۔ اس حال میں کہ ملتے ہیں۔ درمیان اُنکے پردہ ہے اُس سے نہیں گذرتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر انوار جلال و جمال کے قلوب عباد کی طرف بھیجتا ہے سو یہ قلوب اُن انوار سے وہ لذت پاتے ہیں جیسے مصوّر صورتوں سے اور اسمیں کچھ ضرر نہیں اور اس سے پرے ردائے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ناممکن ہے۔ اِدھر راستہ کسی کو نہیں ہے۔ یہ بات مشایخ علماء حاضرین سُنکر آپکے حُسن فصاحت سے بیہوش ہو گئے اور کوئی جامہ چاک کر کے جنگل کی طرف عریاں چلا گیا **حکایت** ابو نصر موسےٰ بن حضرت شیخ رضہ فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف گیا۔ کئی دن ہوئے کہ پانی نہ ملا پیاس سخت لگی۔ ایک ٹکڑا بادل کا آیا مجھپر سایہ کیا اور اُس سے کچھ طراوت کے مشابہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان کے روشن ہو گئے۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اُس سے آواز آئی یا عبد القادر

اَنَا رَبُّكَ فَقَدْ حَلَلْتُ لَكَ الْمُحَرَّمَاتِ یعنی اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں
اور تیری خاطر محرمات کو حلال کردیا۔ میں بولا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ دور ہو اے لعین۔ پس ایکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیرا ہو گیا۔
اور وہ صورت دخان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبدالقادر
تم نے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم رب اور بہ سبب فقاہت تیرے
کے اپنے مقامات میں اور میں نے اس صورت کے ساتھ ستر اہل طریق کو گمراہ
کیا ہے۔ پس میں نے کہا فضل اور منت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے
عرض کیا کہ آپ نے کیسا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا
کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کردیئے (فائدہ) حضرتؒ سے سوال کیا گیا
کہ موارد الٰہیہ اور توارد شیطانیہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا مورد الٰہی طلب سے نہیں آتا
اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا۔ اور نہ وقت خاص میں آتا
ہے اور توارد شیطانی برخلاف اسکے ہوتا ہے۔ سوال محبت کیا ہے۔ فرمایا
تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اسکو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا
حلقہ خاتم یا مجمع ماتم۔ اور حب مستی ہے جسکے ساتھ افاقہ نہیں اور فکر ہے کہ مٹتا
نہیں۔ اور قلق ہے جسکو سکون نہیں۔ اور سرًا و علانیۃً خالص محبوب کا ہو جانا اور
اضطرار و اختیار ترک کردینا بارادت طبیعت نہ بتکلف۔ اور محبت نام ہے گی
کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور عمی از محبوب از ہیبت محبوب محب لوگ مست
ہیں جنکو سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مریض ہیں کہ سوائے ملاحظہ مطلوب
کے شفا نہیں پاتے۔ اور متحیر ہیں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ اُنس نہیں کرتے

اور بغیر ذکر مولے کے نہیں بولتے۔ اُسکے بلانیوالے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔
سوال از توحید۔ فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از صابر بسوئے اخفاء ستر سریت۔
وقت ورود حضور کے۔ اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے۔
اور ارتفاع اسکا اعلیٰ درجات وصال پر ہو کر منازل اسرار تعظیم جانا بسوئے تقرب
بر قدم تجرید۔ وبسوئے تدانی بسبعی تفرید۔ مع فناء الکونین۔ وتعطل الملکین وخلع النعلین
اور حاصل کرنا نورین کا اور فناء عالمین کا لمعان انوار بروق کشف سے بغیر عزیمت
سابقہ کے۔ سوال از تفرید۔ فرمایا وہ اشارت ہے از سفر و بسوئے فرد۔ جبکہ کونین سے
تنہا ہو جاوے۔ اور ملکین سے جدا۔ اور وصف وجود ذات سے عریاں ہو کر منتظر
وار دات الہیہ کا ہووے کہ اُسکے سر پر کیا نازل ہوتا ہے سوال از تجرید فرمایا
مجرد کرنا سر کا از تدبیر بہ ثبات سکون از طلب محبوب اور عریاں ہو جانا لباس طمانیت سے
بر مفارقت محبوب اور رجوع از خلق بسوئے حق بہمہ جوہ سوال از معرفت۔ فرمایا
اطلاع بر معانی مخفیات مکنونات بر شواہد حق در جمیع موجودات۔ اس طور
پر کہ ہر شے سے معانی وحدانیت کے لامع ہوں۔ اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت
کا معلوم ہو۔ با ایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔ سوال از حقیقت انا الحق
کہ حسین بن منصور حلاج رضہ نے کہا ہے اور نیز از مطلب سبحانی ما اعظم شانی کہ ابو یزید
بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں
اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔ سوال از ہمت۔ فرمایا
کہ نفس انسان کا از حب دنیا و روح اوس کا از تعلق عقبےٰ و دل اسکا از ارادت
خالی ہو جاوے اور بجائے اُسکے ارادت مولیٰ آجاوے اور سر اسکا از تعلق کون جدا

ہوجاوے۔ اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو۔ سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں ضد اُسکا
منافی نہیں۔ اور نہ کوئی اُسکا منافی ہے۔ کل اضداد وہاں باقی ہیں۔ اور اُس کے
مقابل جملہ منافی باطل ہیں۔ سوال از علو درجات ذکر۔ فرمایا دل میں اشارت حق
کا اثر معلوم کرنا بشرط بقاے عنایت سابقہ میں نسیان غفلت کچھ نقصان نہیں کرتی
اسوقت خاموشی و دم لینا اور چلنا سب اذکار ہیں۔ یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور حسن الذکر وہ ہے کہ جسکو واردات مالک جبار کے
جوش میں لاویں۔ اور محل اسرار میں پوشیدہ ہوجاوے سوال از شوق۔ فرمایا کہ
احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہو لقاے سے فتور نہیں پاتا۔ اور رویت پر سکون
نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جسقدر لقا زیادہ ہو یہی زیادہ ہوتا ہے
اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے مجرد ہوجاوے۔ اور موافقت
روح و متابعت ہمت و حظ نفس علتیں ہیں شوق ان اسباب سے مجرد ہوتا ہے سوال
از توکل۔ فرمایا اشتغال بحق تعالیٰ اور غیر کو بھول کر از ما سوائے غنی ہوجانا۔ غنی کی
حشمت کا دور ہونا۔ اور چشم معرفت غیر مقدورات کو ملاحظ کرے۔ و خروج از حول و
قوت خود بسکون برب الارباب۔ سوال از انابت۔ جواب انابت طلب مجاوزت
از مقامات اور عذر کرنا از وقوف بر درجات و ترقی کرنی بر اعلیٰ مکنونات اعتماد بہت
بر صدد مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق۔ ایضاً رجوع از حق بسوے حق حذراً
و ہوشیاری سے اور از غیر حق بسوئے حق رغباً و از جملہ تعلقات رہباً سوال از فرق
مابین انا حسین کے اور انا اطلبیں کے کہ قایل اوّل ہی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور
قایل ثانی مردود ہوا۔ اسکا باعث کیا ہے۔ جواب حلاج نے انا سے اپنے فناء کا

قصد کیا کہ وہ باقی رہے۔ اسکو مجلس وصال میں پہونچایا گیا۔ اور خلعت بقا اسکو عطا
ہوا۔ اور ابلیس نے قصد اپنے بقا کا کیا۔ اس کی ولایت سلب ہوئی۔ اور درجہ پست
ہوا اور لعنت بلند۔ سوال از توبہ۔ جواب توبہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسوے
عنایت سابقہ قدیمہ اپنی کے جو نسبت بندہ کی تھی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل بندہ
کا ہر ہمت فاسدہ سے منحرف ہوکر منجذب بسوئے حق ہوجاتا ہے۔ روح وعقل تابع
وموافق اس کے ہوجاتے ہیں۔ اور توبہ صحیح ہوجاتی ہے۔ سوال از اخلاص۔ جواب
حقیقت اخلاص کی ارتفاع ہمت از طلب عوض۔ سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے
طرف ہاتھ کے نکال سو تجھ کو ایذا نہ دیویگی۔ سوال از تصوف۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ
اپنے مطلوب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیوے۔ دنیا اُس کی خدمت
کرے اور اسکو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب حاصل ہو۔ یہی اسپر رب کا سلام ہے۔
سوال از فرق مابین تعزز وتکبر۔ جواب تعزز وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا
میں ہو۔ اُسکا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتفاع ہمت بسوے اللہ تعالیٰ۔ اور
تکبر وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور ہوائے نفسانی کے راہ میں ہو فایدہ اسکا ہیجان طبع کا۔
کبر طبعی کبر تکلف سے اسہل ہے۔ سوال از شکر۔ جواب شکر اُس نعمت منعم کا نام ہے کہ بر
وجہ خضوع ومشاہدہ منت وحفظ حرمت براہ معرفت وعجز بر شکر ہو۔ اور شکر زبان کا
اقرار نعمت باوصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گذاری باوقار ہے
شکر قلبی قیام وآرام ہے کہ بر بساط شہود بادامت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ
موجود پر شکر گذار ہو۔ اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گذار ہو۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا
دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اسکے نزدیک برابر ہوں۔ سوال از

وجہ تقدم ذکر عباد بر ذکر حق تعالیٰ در قول عزوجل فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وازباعث
تقدم محبت حق تعالیٰ بر محبت عباد۔ در قول عزوجل يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ جواب ذکر
مقام طلب کسب کا ہے۔ اور طلب مقدمہ عطا کا ہے۔ لہذا ذکر عباد مقدم فرمایا۔ اور
محبت تحفہ الٰہیہ ہے محض قدرت ہے۔ بندہ کا اسمیں کچھ دخل نہیں۔ اور اسکا وجود بندہ میں
صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ جانب غیب سے بدوست مشیت ظاہر نہ ہووے۔ عبد
ساقط الکسب ہے مفقود السبب۔ لہذا محبت حق تعالیٰ کے ہماری محبت پر مقدم ہوئی
سوال از صبر۔ جواب وقوف مع البلاء و اثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام
باریتعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا با احکام کتاب للہ و سنت رسول اللہ صلعم
صبر للہ امتثال امر و انتہا بہ نہی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون باوقار
زیر حکم قضاء و اظہار غناء در فقر ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان سوئے وعدہ
کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن پر سہل ہے۔ اور خلقت کو چھوڑ کر خدا کی
طرف جانا شدید ہے۔ اور نفس سے اللہ کیطرف جانا اشد ہے۔ اور صبر مع اللہ تعالیٰ اشد
ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے۔ فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے۔ فقیر صابر و شاکر سب
سے افضل ہے۔ بلاء جسکو پہچانتی ہے اوسیکو طلب کرتی ہے سوال از حسن خلق۔ جواب
جفائے خلق بعد مطالعۂ حق بندہ میں اثر نہ کرے۔ اپنے نفس کو اور اسکی خصلت کو اچھی
طرح سخت جاننا۔ اور خلقت کو بلحاظ ایمان و حکمت جو انمیں ودیعت ہے بڑا جاننا۔ افضل
مناقب عبد ہے اور اوسکے ساتھ مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں سوال از صدق جواب
صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے۔ اور صدق در اعمال اقامت اعمال کی
اس طرح پر کہ حقتعالیٰ دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے۔ اور صدق در احوال یہ کہ

خاطر حق کو قائم کر کے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب منازعت فقیہ اوسکی صفائی کو مکدر نہ کرے سوال از فناء۔ جواب یہ کہ اللہ تعالی سر دلی کو باد نے تجلی دیکھے کہ خیال کل عالم کا اُس سے دور ہو جاوے سوال از بقاء۔ جواب بقاء بلا اتقاء نہیں ہوتا۔ اور لقا مثل لمحہ بصر کے یا اقرب اُس سے ہوتا ہے۔ اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اُس وصف میں اُسکے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہووے۔ سوال از وفاء۔ جواب رعایت حقوق اللہ تعالی کی حرمات میں کرے و نظر کے ساتھ اون کو مطالعہ نہ کرے و محافظت حدود اللہ قولاً فعلاً و مسارعت بسوئے رضاء اللہ کلاً سراً و جہراً سوال از رضاء۔ جواب ازالہ التردد و اتفاق مع سابقہ ازلی و نزول قضاء کی طرف دل نہ پھیرنا یعنی فی موافق قضاء کے رہے سوال از ارادات۔ جواب تکرار فکر در دل بمادہ حرص اوس چیز کے جسکا ذکر آیا ہو۔ سوال از عنایت جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی۔ وہاں تک رسائی بوسیلہ نہیں ہوتی۔ اور کسی طرح اوس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ وہ سر ہے اللہ تعالی کا اُسی کے ساتھ ہے کوئی اُسپر مطلع نہیں ہوتا۔ عنایت سابقہ کیواسطے جسے چاہا لایق کر دیا۔ اور عنایت پر اہلیت و معرفت رکھی ہے۔ پھر رویت اختیار خلقت کو دیا عطاء بر رویت اختیار رکھی۔ پھر رویت عطا پر توفیق رکھی۔ پھر رویت کو توفیق پر قبول رکھا۔ پھر رویت قبول پر ثواب رکھا۔ اور علامت اوس کی کہ جسپر عنایت ازلی ہوا سر و ساتھ حبس قید ہے۔ یعنی ہر حرکت و کام سے روک کر۔ اختیار لے لینا پھر دربار قدسی میں محبوس کر کے نہ بجنبر حرمت مقید کر دینا۔ سو وہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے سوال از وجد۔ جواب مشغول ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر کے۔ اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ خوشی کے۔ اور باقی رہنا سر کا فارغ از ما سوی۔ ہونا محب کا ساتھ حق کے خالی از رقیب

جواب دیگر - وجد شراب ہے کہ مولیٰ اپنے ولی کو منبر کرامت پر پلاتا ہے تو اوسکا دل مرغ انس طیران کر کے ریاض قدس میں پہونچتا ہے۔ بھر ہیبت کے دریاؤں میں گر کر بیہوش ہو جاتا ہے (فائدہ) خوف چند اقسام ہے۔ خوف بڑے گنہگاراں۔ رہبت عباد کو۔ رخشیت علماء کو وجد محبونکو ہیبت عارفوں کو۔ گنہگارونکو خوف عذاب سے ہے۔ اور عباد کو فوات ثواب عبادات سے۔ اور علماء کو شرک خفی سے در طاعات اور محبونکو فوات لقاء سے اور عارفونکو ہیبت و تعظیم سے۔ یہ سخت خوف ہے کبھی دور نہیں ہوتا۔ یہ سب اقسام خوف کے سکون پذیر ہوتے ہیں۔ جب رحمت و لطائف کے ساتھ بندہ کو قریب کر دیوے۔

سوال از رجاء۔ جواب رجاء اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے۔ اور حسن ظن مع اللہ معرفت بجمیع صفاتہ کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائض ہوئے ہیں اور نیز حسن ظن۔ تعلیق ہمت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے۔ نیز نظر قلب بسوئے رب بلا طمع فواد و بلا تمنائے نفس و روح ہے۔ رجائے عوام تب ہوتی ہے کہ جب اکثر اسباب تیار ہو جاویں۔ اور جب اکثر اسباب جمع نہ ہوں تو طمع ہے در ضمن رجاء۔ اور رجاء بلا خوف امن ہوتا ہے۔ اور خوف بلا رجاء قنوط ہے یعنی (مایوسی)

سوال از علم الیقین۔ جواب جمع کرنا خبر اور معرفت کو دلیل سے سوال از موافقت۔ جواب دل قضائے الٰہی کے ساتھ موافقت کرے بلا عجز بشریت کے۔ سوال از دعاء۔ جواب دعاء تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تعریض سوم اشارت تصریح قول موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ تعریض قول نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا لَا تَکِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طَرْفَۃَ عَیْنٍ اور اشارت قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ اشارت کرتے ہیں طرف رویت کی۔

سوال از حیاء۔ جواب حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ سے اور حق اللہ کا ادا نکرے۔ اور اللہ کیطرف ساتھ عمل نالائق شان الٰہی کے متوجہ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اوس چیز کی تمنا کرے۔

جس کا اپنے آپ کو مستحق نہیں جانتا۔ اور معاصی کو حیاءً ترک کرے نہ خوفاً۔ اور طاعت
کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تقصیروار جانے۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مطلع
جانے اور حیاء کرے۔ اور گاہے گاہے حیاء اوس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب حجاب
دل ہیبت کا نہ رہے۔ سوال از مشاہدہ۔ جواب کونین سے اندھا ہو جانا۔ از چشم
دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استدراک و طمع و تصور و تکیف و بغیر طلب
ادراک۔ اور نیز یہ کہ اطلاع قلب کی بصفاء یقین اوس غیب پر جس کی اللہ تعالیٰ نے
خبر دی ہے۔ سوال از قرب۔ جواب طے مسافات بلطف مداناۃ۔ سوال از سکر۔ جواب
جوش دل بروقت معارضہ کرنے ذکر محبوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات
محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرنیکا اسرار کو ساتھ احکام معنیات کے اور وصل اتصال
محبوب اور انقطاع از ماسویٰ کا نام ہے۔ اور انبساط دور کرنا احتشام کا بروقت سوال
اور غیبت در ذکر یہ ہے کہ بندہ بروقت ذکر اپنے نفس کو دیکھے۔ اور حق سے غائب ہووے۔ اور
غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بروقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبوبت محبت کے ساتھ غیر مقصود
ہے۔ پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اوسکے ساتھ متصل ہو جاوے۔ اور مراد کی
طلب شدید ہو جاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پر مستولی
و متسلط ہو جاوے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہو جاوے تو اس حالت کا
نام محبت خالص ہے۔ پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محب ہے۔ اور جب حق
بندہ کو یاد کرے۔ اور بندہ سے تو بندہ محبوب ہے۔ اور خلق حجاب ہے نفس سے اور
نفس حجاب ہے حق سے۔ بندہ جبتک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا۔ اور جبتک
نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ

اوس میں جیتے رہیں۔ اور قال کی پیروی عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی خاص اور
جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہو جاتا ہے۔ اور رخصت عزیمت
ہو جاتی ہے۔ اور عزیمت میں رہبری ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔
عزیمت کامل الایمان کے واسطے۔ **حکایت** حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پیش قاری نے
پڑھا لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ یعنے آج کس کے لئے ملک ہے تو حضرت ایستادہ ہو کر اشارہ فرما کر
فرماتے رہے مَنْ یَقُوْلُ الْمُلْكُ لِیْ یعنے کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے اور سب لوگ حضرت
کی متابعت میں ایستادہ تھے جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد ولا جو جوان
صالح تھا بولا کہ میں کہتا ہوں اَلْمُلْكُ لِیْ یعنے ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ ذات اللہ میرا ہے اور میرے
جیسا اوسکا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اوسکو سخت جھڑکا اور فرمایا احمق کب تو اوس کا ہوا
تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے بلاء کو کہ تیری جی کے پاس آئی ہو۔ اور تو نے اوسکی
خاطر سر نیچے ڈالدیا ہو۔ سو تو دور ہو جا پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا۔ اور
حضرت شیخ رضؓ نے جو رتبہ قطبیت کا پایا سب کچھ بواسطۂ اپنی جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
بوجہ اتم واکمل حاصل کیا حضرت شیخ قدس سرہ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء
کتابیں لکھ گئے ہیں اوس کی تفصیل کی رسالہ میں گنجایش نہیں منجملہ اونکے امام یافعی اور
مجدالدین صاحب قاموس اور علامہ قسطلانی اور موسیٰ یونیتی ہیں اور جن اولیاء اللہ نے مناقب
اور القاب کتاب بہجت الاسرار میں درج ہیں۔ سب مداح حضرت شیخ کے ہیں منجملہ اون کے شیخ
قضیب البان موصلی ہیں جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور مابین حضرت شیخ
و شیخ عدی بن مسافر کے خط و پیغام لاتا تھا تو وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میر کبان
محبین کے ہیں اور قدوۃ السالکین و امام الصدیقین و حجۃ العارفین و صدر مقربین ہیں۔ عرض

جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں سو بیان کُن اوس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصاید عربی میں بہت ہیں جنسے فضیلت کلی قطب الغوث پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ آپکا مشہور ہے اوسکے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپکی فضیلت سب سے زیادہ ہے باستثناء اصحاب کبار رضی اللہ عنہم و ائمہ آل اطہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِي فِيْهِ الْأَلَذُّ الْأَطْيَبُ

نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں
مگر میرے لئے اوسمیں بڑا لذیذ شیریں ہے

اَوْ فِي الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوْصَةٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِيْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

یا وصل میں کوئی مرتبہ خاص نہیں
مگر میرا مرتبہ بہت عزت والا و قریب لا ہے

وَهَبَتْ لِيَ الْاَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا
فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

بخشی ہے مجکو دنوں نے رونق اپنی صفائی کی
سو شیریں ہو گئے چشمے اونکے اور پاک ہو گیا گھاٹ

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِكُلِّ كَرِيْمَةٍ
لَا يَهْتَدِيْ فِيْهَا اللَّبِيْبُ فَيَخْطُبُ

اور ہو گیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا
جس بزرگی کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرٰى مَا يَرْهَبُ

میں اون مردوں سے ہوں کہ اونکا ہمنشین نہیں ڈرتا
گردش زمانہ سے اور نہیں دیکھتا اوس چیز کو جس سے ڈرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِيْ كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ
عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

وہ قوم ہیں اونکے واسطے ہر بزرگی میں رتبہ ہے
بلند اور ہر لشکر میں خاص سواری ہے جسکو

(۱) ریب بمعنی حوادث (۲) مذہب بمعنی مطلب

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلَأُ دَوْحَهَا | أَدَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ
میں بلبل خوشیوں کا ہوں بھرتا ہوں اوسکے | درختوں کو دانائی سے اور بلندی میں باز سپید ہوں
أَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي | طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ
ہوگئے سب لشکر عشق کے میرے ارادہ کے تحت میں خوشی سے | اور جب اوسکا قصد کرتا ہوں تو وہ غایب نہیں ہوتا ۲۰
أَصْبَحْتُ لَا أَمَلًا وَلَا أُمْنِيَّةً | أَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةً أَتَرَقَّبُ
ہوگیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزوے | کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ ہے جسکا میں
مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَى | حَتَّى بَلَغْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ
ہمیشہ میں پھرتا و چرتا رہا رضا کے میدانوں میں | یہاںتک کہ میں پہنچا ایسے مرتبہ میں کہ نہیں بخشا جاتا
أَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ | تَزْهُو وَنَحْنُ لَهَا الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ
ہوگیا زمانہ مثل دوہری چادر منقش کے | چمک رہی ہے اور ہم اوسکا نقش ہیں سنہری
أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا | أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ
غروب ہوگئے آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب | ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کریگا

تتمہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی ہیں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالیٰ ہیں اور معنی باز اشہب کے نزدیک صوفیہ کرام کے یہ ہیں کہ دل اپنے احوال میں متمکن ہو اور طوارق و واردات آپکے درجات سے اوسکو جنبش نہ دیویں بظاہر و باخلق ہو اور بسر اپنے باحق۔ صورت اوسکی روشن ہو اور ہمت اوسکی بلند اور وہ مددگار خائفین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔

کتاب فتح المومنین میں ص۱۲ جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی کے گود میں ہوں اور انکی بہین لیئے داہنے پستان سے دودہ چوسا پھر بائیں سے پیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آئے

اور فرمایا اے عائشہؓ یہ ہمارا ولد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو باز اشہب کا لقب دیا ہے شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ✤

قصیدہ دوسرا

طُفْ بِحَانِي سَبْعًا وَلُذْ بِذِمَامِي وَتَجَسَّسْ دِلِنْ وَرِدْنِي كُلَّ عَامِ

طواف کر میرے گھر کا سات بار اور پناہ لو میرے عہد کی اور الگ ہو گھر بار سے واسطے زیارت میرے ہر سال

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّي كَعْبَتِي رَاحَتِي وَكَعْبِي مُدَامِي

میں راز ہوں سب رازوں کا راز میں راز در راز لیئے سے مرا کعبہ مرا صحن ہے اور انبساط مرا شراب ہے

اَنَا شَمْسُ الْعُلُوْمِ وَالدَّرْسُ شُغْلِي اَنَا شَيْخُ الْوَرٰى وَكُلِّ اِمَامِ

میں آفتاب زندگی سارے علموں کا ہوں اور درس میرا شغل ہے میں پیشوا کل خلقت کا ہوں اور کل اماموں کا

اَنَا فِي مَجْلِسِي نَرَى الْعَرْشَ حَقًّا وَجَمِيْعُ الْاَمْلَاكِ فِيْهِ قِيَامِ

میں اپنی مجلس میں ہوں یہاں تک کہ تو دیکھے عرش کو تحقیق اور سارے فرشتوں کو اوس میں ایستادہ

قَالَتِ الْاَوْلِيَا جَمِيْعًا بِعَزْمٍ اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنَامِ

کہا سارے ولیوں نے پختہ عزم سے کہ آپ قطب ہو ساری خلقت پر

قُلْتُ كُفُّوْا اَنْتُمْ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِي اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِي وَغُلَامِي

میں نے کہا ٹھہرو پھر سنو صریح بات میری قطب میرا خادم و غلام ہی ہے

كُلُّ قُطْبٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَاَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِخِيَامِي

ہر قطب طواف کرتا ہے بیت اللہ کا سات دفعہ اور میں بیت اللہ ہوں طواف کرتا ہوں اپنے خیموں کا

كَشْفُنَا الْحُجُبَ وَالسُّتُوْرَ بِالْخَفِيِّ وَدَعَانِي الْحَضْرَةُ وَمَقَامِي

کھلنا پردوں کا واسطے آنکھ میری کے ہے اور مجھکو بلایا ہے واسطے حضور میرے کے و مقام میرے کے

فَاخْتَرَقَتِ السُّتُوْرُ جَمْعًا لِحُبِّیْ

پس پھٹ گئے سارے پردے میری محبت کے لئے

وَكَسَانِیْ بِتَاجِ تَشْرِيْفِ عِزِّیْ

اور پہنایا مجکو تاج تشریف عزت کا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِیْ

گھوڑا عزت کا تلے زین مری اصیل گھوڑے کے

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِیْ

اور جب میں کھینچتا ہوں کمان اپنے مطلب کی

سَائِرُ الْاَرْضِ كُلُّهَا تَحْتَ حُكْمِیْ

ساری زمیں مرے حکم کے تلے ہے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَقْصَى الْغُرُوْبِ

مشرق آفتاب اور نہایت مغرب

اَمْرُ مُرِيْدِیْ لَكَ النِّهَايَةُ دَوَامِ

اے میرے مرید واسطے تیرے ہو مبارک ہمیشہ کی

وَمُرِيْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ

اور مرا مرید جب پکارے مجکو مشرق میں

اُغِثْهُ لَوْ كَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ

اوس کی فریاد کو پہونچوں گا اگر ہوا پر ہو

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيْدِیْ

عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ كَانَ مَقَامِیْ

نزدیک عرش خدا تعالی کے تھا مقام میرا

وَطِرَازٍ وَخِلْعَةٍ بِاخْتِتَامِ

اور طراز و خلعت ختم اولایت کا

وَرِكَابِیْ عَالٍ وَعِنْدِیْ حُمَامِیْ

اور رکاب مری عالی مرتبہ ہے اور میان مرے حمایت کرنیوالا

كَاَنَّ نَارًا تُحَجِّمُ مِنْهَا سِهَامِیْ

ہوتی ہے آتش و رنج کی اوس سے تیر مری

وَهِیَ فِیْ قَبْضَتِیْ كَفَرْخِ الْحَمَامِ

اور وہ مری قبضہ میں ہے مثل بچہ کبوتر کے

خُطْوَتِیْ وَاَقَلُّهَا بِاهْتِمَامِ

مرا ایک قدم ہے اور اسی کم ہے ساتھ ہمت کے

عَائِشٌ عِنْ رِفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ

زندگی عزت اور بلندی اور حرمت کی

اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بَحْرَ طَامِ

یا مغرب میں یا تلے دریا چڑھے ہوئے کے

اَنَا سَيْفُ الْقَضَا لِكُلِّ خِصَامِ

میں تلوار ہوں قضا کی واسطے ہر خصومت کے

عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا يُرَدُّ كَلَامِیْ

یں قیامت میں خارش کرنیوالا ہوں اپنے مرید کا

اَنَا شَیْخٌ وَ صَالِحٌ وَ وَلِیٌّ

ہیں شیخ الاسلام ہوں اور مقبول عنداللہ اور دوست خدا

اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِیْ

میں عبدالقادر ہوں خوش ہوا وقت مرا

فَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ

پس اون پر صلوٰۃ ہو ہر وقت میں

اپنے رب کے پاس میری کلام رد نہ کی جاویگی

اَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَۃٌ لِلْاَنَامِ

میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا

جَدِّی الْمُصْطَفٰی شَفِیْعُ الْاَنَامِ

جد مری مصطفٰی صلعم ہیں شفاعت کرنیوالے خلق کے

وَعَلٰی اٰلِہٖ بِطُوْلِ الدَّوَامِ

اور اونکی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہ

سَقَانِیْ حَبِیْبِیْ مِنْ شَرَابِ ذِی الْمَجْدِ

میرے حبیب نے مجکو پلائی شراب بزرگی والی

وَاَجْلَسَنِیْ فِیْ قَابِ قَوْسَیْنِ سَیِّدِیْ

اور بٹھایا مجکو قاب قوسین کے مقام میں میرے سردار نے

حَضَرْتُ مَعَ الْاَقْطَابِ فِیْ حَضْرَۃِ اللِّقَاءِ

میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار دیدار میں

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِیْ

پس نہ پیا عاشقوں نے مگر میرا جوٹھا

وَلَوْ شَرِبُوْا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَایَنُوْا

اگر پیتے وہ جو میں نے پیا اور دیکھتے

فَاَسْکَرَنِیْ حَقًّا فَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِیْ

سو اوسنے مجکو مست کردیا سچا پس اپنے وجد میں غایب ہو گیا

عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِیْ حَضْرَۃِ الْمَجْدِ

اور پر منبر تخلیص کے اندر دربار بزرگی کے

فَغِبْتُ بِہٖ عَنْھُمْ وَشَاھَدْتُ وَحْدِیْ

سو میں غایب ہو گیا اوسکے ساتھ اونسے اور دیکھا

وَفَضْلَۃُ کَاسَاتٍ بِھَا شَرِبُوْا بَعْدِیْ

اور پس ماندہ پیالوں کا اوسمیں پیا مرے بعد

مِنَ الْحَضْرَتِ الْعُلْیَا شَرَابَ ذَوِی الْوُدِّ

دربار عالی سے شراب دوستوں کا

لَهَمَسَوْا سُکَارٰی قَبْلَ اَنْ یَقْرَبُوْا لَهَا — وَهَمَسَوْا حَیَارٰی مِنْ مُصَادَمَةِ الْوَرْدِ

البتہ ہو جاتے مست قبل از قریب ہونیکے — اور ہو جاتے حیران از وجام اترنے سے

اَنَا الْبَدْرُ فِی الدُّنْیَا وَغَیْرِیْ کَوَاکِبُ — وَکُلُّ فَتًی یَهْوٰی فَذَالِکُمْ عَبْدِیْ

میں بدر ہوں دنیا میں اور دوسرے ستارے ہیں — اور سارے جوانمرد عاشق مرے غلام ہیں

وَبَحْرٌ مُحِیْطٌ بِالْبِحَارِ بِاَسْرِهَا — وَعِلْمِیْ حَوٰی مَا کَانَ قَبْلِیْ وَمَا بَعْدِیْ

اور دریا مرا محیط ہے سارے دریاؤں کو — اور علم مرا حاوی ہے اول و آخر کو

وَسِرٌّ لَهُ الْاَسْرَارُ تَزْجُرُ فِی الدُّجٰی — کَزَجْرِ سَحَابِ الْاُفُقِ مِنْ مَلَکِ الرَّعْدِ

اور مرے راز کے راز ہیں تاریکیات توبیخ چلتے ہیں — جیسا کہ افق کا ابر فرشتہ رعد سے چلتا ہے

فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَقُرْبَةٍ — فَدَاوِمْ عَلٰی حُبِّیْ وَحَافِظْ عَلٰی عَهْدِیْ

پس اگر تو چاہے کہ عزت و قربت سے بہرہ پاوے — تو مری محبت پر دایم رہو اور میرے قول پر قائم

وصایا حضرت شیخ قدس سرہٗ

حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے وصیت طلب کی فرمایا تقوی اللہ تعالی کا کرنا اور کسی سے خوف نہ کرنا مگر اللہ تعالی سے اور سوای اللہ تعالے کے دوسرے سے امید نہ کرنی۔ اور کل حاجات اللہ تعالے کے سپرد کردینی اور اوسی سے طلب کرنی اور بغیر اللہ تعالی کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنی اور اللہ تعالی کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بڑی وصیت یہی تھی کہ یہ طریقہ ہمارا اسپر مبنی ہے۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و سلامت صدر و سماحت نفس و سخاوت دست و کشادہ پیشانی و بذل مال و کف اذی و عفو از لغزشہاے برادران

اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمت مشائخ و حسن معاشرت برادران و نصیحت خورد و بزرگ کو و ترک خصومات دنیاوی۔ مگر دینی چاہیئے و ملازمت ایثار (یعنے اپنی حاجت ہوتے ہوئے دوسرے کو دینا) و دور رہنا کثرت اموال سے و ترک صحبت اوس سے جسکے طبقہ میں داخل ہو وے۔ و مساوات امور کی دین و دنیا میں اور نیز یہ ہے کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف محتاج ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا۔ اور تصوّف قیل وقال سے نہیں لیا گیا لیکن تصوّف گرسنگی اور ترک دنیا و قطع شہوات و محبوبات سے لیا گیا ہے اور نیز یہ کہ تصوّف مبنی ہے آٹھ خصال پر۔ سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ اشارت۔ غربت لباس صوف۔ سیاحت۔ فقر۔ سخاوت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کیواسطے ہے جو جد ہیں انبیائے کرام کے۔ اور رضا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام ذبیح اللہ کے واسطے ہے۔ اور صبر نبی ایوب علیہ السّلام کے لئے۔ اور اشارت حضرت ذکریا علیہ السّلام کے لئے۔ اور غربت حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے۔ اور لبس صوف حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے لئے۔ اور سیاحت حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے لئے۔ اور فقر میری جد امجد محمد مصطفےٰ خاتم المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لئے ہے۔ اور نیز یہ کہ با اول اغنیاء کی صحبت میں غنی بنکر با عزت رہنا۔ اور فقراکی صحبت میں فقیر بنکر رام رہنا اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے اس وصف کا کہ خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شئے میں متہم نکرے اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ آرام پذیر ہووے اور دوستی کے اعتماد پر کسی بھائی کا حق تلف نکرنا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر دوسرے مومن کا حق فرمایا ہے اور خدمت فقرا کی کرنا جو کوئی فقرا کے ساتھ تین طرح پیش آئے تواضع و حسن ادب

وسخاوت نفس تو خدا تعالیٰ اوسکو معزز رکھتا ہے۔ اور نیز فقیر وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ساتھ مستغنی نہو۔ اور صولت فقیر دل پر مذموم ہے اور امیروں پر حماقت۔ یہی نصائح اولاد و مریدوں کو کافی ہیں۔ اسامی اولاد امجاد شیخ عبد الوہاب شیخ عبد الرزاق و شیخ عبد العزیز شیخ عبد الجبار شیخ عبد الغفور شیخ عبد الغنی شیخ صالح شیخ محمد۔ شیخ موسیٰ۔ شیخ عیسے۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ یحییٰ۔ یہ اصغر ہیں۔ اور کریمۃ الجبار علویہ فاطمہ قدس اللہ سرہا ابن بخار اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ مینے حضرت شیخ عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی ۴۹ ہیں ۲۷ مرد اور باقی نساء۔ ص۹ سید ظہیر الدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اوسکے قطبیت کبریٰ اون میں اور اُن کی اولاد میں قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسن رض ہیں۔ اور واسطہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ اور ص۲۲ میں شیخ عبد اللہ بن الوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ ص۲۷ فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہوویں سجادہ پر نہ بیٹھے۔ دو خصلت خدا تعالیٰ کی دو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو حضرت صدیق اکبر رض کی دو حضرت عمر رض کی دو حضرت عثمان رض کی۔ دو حضرت شاہ ولایت کی۔ دو خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستار و غفار ہووے۔ دو حضرت صلعم کی یہ ہیں کہ شفیق و رفیق ہووے۔ اور دو حضرت صدیق اکبر رض کی یہ ہیں کہ صادق مصدق ہووے۔ اور دو حضرت عمر رض کی یہ ہیں کہ نیکی کا امر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو۔ اور دو حضرت عثمان رض کی یہ ہیں کہ طعام کھلاوے اور رات بھر بیدار رہے۔ اور دو حضرت

شاہ ولایت ؓ کی یہ ہیں کہ عالم و شجاع ہووے۔ اور حضرت نے ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے ✣

إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الشَّيْخِ خَمْسُ فَوَائِدٍ
وَإِلَّا فَدَجَّالٌ يَقُوْدُ إِلَى الْجَهْلِ
عَلِيْمٌ بِأَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ ظَاهِرًا
وَيَبْحَثُ عَنْ عِلْمِ الْحَقِيْقَةِ مِنْ أَصْلِ
وَيُظْهِرُ لِلْوُرَّادِ بِالْبِشْرِ وَالْقِرَى
وَيَخْضَعُ لِلْمِسْكِيْنِ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ
فَذَاكَ هُوَ الشَّيْخُ الْمُعَظَّمُ قَدْرُهُ
عَلِيْمٌ بِأَحْكَامِ الْحَرَامِ مِنَ الْحِلِّ
يُهَذِّبُ طُلَّابَ الطَّرِيْقِ وَنَفْسَهُ
مُهَذَّبَةٌ مِنْ قَبْلُ ذُو كَرَمٍ كُلِّي

۲۳۔ فتح المبین سید ظہیر الدین پر ہے کہ خضر حسینی رحمہ کہتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہ کے رہا۔ گاہے آپ کو مخاط و لصاق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور گاہے مکھی آپ کے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے۔ اور نہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دسترخوان پر جاکر کھانا کھایا۔ سوائے ایک بار کے اور بادشاہوں کے و امیروں کے فرش پر بیٹھنا عقوبت معجلہ جانتے تھے۔ بادشاہ یا وزیر یا اور امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندرون حجرہ تشریف لیجاتے۔ لیکن جب وہ آنکر بیٹھتا تو آپ برآمد ہوتے تاکہ اونکو تعظیم نہ دیویں بلکہ شیخ تعظیم کے واسطے ایستادہ ہو جاتے یہ بات محض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور ان لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وے آپکے دست مبارک چومتے اور بڑے ادب سے بیٹھتے اور جب بادشاہ کو رقعہ لکھتے تو یہ لکھتے کہ عبد القادر تمکو اسبات کا حکم کرتے ہیں۔ اور حکم

اونکا تجہیز نافذ ہے اور اطاعت اون کی تجھے واجب ہے۔ اور وہ تیرے پیشوا ہیں
اور تجہیز محبت ہیں۔ جب بادشاہ اپکے رقعہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ
قدس اللہ سرہٗ نے سچ فرمایا۔ اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی۔ اور کلام اپکا
جواب خطرات قلبی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی۔ اور سوائے
یوم جمعہ کے برائے نماز جمعہ جامع مسجد بارباط کیطرف تشریف لیجاویں۔ اپنے مدرسہ سے باہر
قدم نہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گرسنوں کو کھلا
دیتا۔ اور فرماتے کہ کفدست میرے میں ثقبہ ہے۔ ہزار اشرفی آوے تو میں ایک رات
اپنے گھر نہیں رہنے دیتا۔ اور ابوالحسن قریشی رح نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی حلاء
میں کہا تھا اور ملک اعظم کو تحت قدم میں کر دیا تھا۔ صلا میں عبدالرحیم ہمشیرہ زادہ سید احمد
رفاعی قدس اللہ سرہٗ کا بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کا حال دیکھ کر میرا
ہوش قایم نہ رہا۔ جب بغداد سے ام عبیدہ کو گیا۔ اور اپنے خالو سید احمد رفاعی قدس اللہ
سرہٗ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے
اور جس حال پر ہیں اور جہاں وہ پہونچے ہیں دوسرے کسیکو طاقت کہاں ہے۔ اور صلا ۲۵
میں شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال ہوا کہ آپنے اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب۔ اور
بہجت الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ روافض بغرض امتحان آپکی خدمت میں دو پٹارے سربستہ لائے
آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ
اسمیں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے۔ جب پٹارہ کھولا تو ویسا ہی تھا اوس لڑکے
کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ بیٹھا رہو وہ بیٹھا رہگیا۔ اوسکو طاقت برخاست کی نہوئی۔ دوسرے
پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اسمیں لڑکا اپاہج ہے جسکے ہاتھ و پاؤں بستہ میں اوس کو

کھولا تو ویسا ہی لڑکا اوسمیں تھا۔ اوسکو فرمایا کہ دوڑ وہ اُٹھ کر چنگا بھلا دوڑنے لگا۔ وہ روافض شرمندہ ہوکر تائب ہوئے۔ اور آپکی عمہ پھوپھی معصومہ کا اسم شریف عائشہ رضہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بارش کی تنگی سے لوگوں نے اونکے حضور میں عرض کی۔ آپنے صحن خانہ کا جھاڑو دیا۔ اور فرمایا کہ مینے جھاڑو دیا۔ آپ چھڑکاؤ کرو۔ اتنے میں بارش بہت ہوئی ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ غوثیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَاشِفِ النِّعْمَۃِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ اَمَّا بَعْدُ قَالَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ الْمُسْتَانِسُ بِاللّٰہِ قَالَ لِیَ الرَّبُّ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَبَّ الْغَوْثِ قَالَ کُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ فَھِیَ شَرِیْعَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَھِیَ طَرِیْقَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ فَھِیَ حَقِیْقَۃٌ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَا ظَھَرْتُ فِیْ شَیْءٍ کَظُھُوْرِیْ فِی الْاِنْسَانِ ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّیْ ھَلْ لَکَ مَکَانٌ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا مُکَوِّنُ الْمَکَانِ وَلَیْسَ لِیْ مَکَانٌ وَ بِسِرِّیْ الْاِنْسَانُ ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّ ھَلْ لَکَ اَکْلٌ وَشُرْبٌ قَالَ اَکْلُ الْفَقِیْرِ وَشُرْبُہٗ اَکْلِیْ وَشُرْبِیْ ثُمَّ سَأَلْتُ یَا رَبِّ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقْتَ الْمَلٰٓئِکَۃَ قَالَ خَلَقْتُ الْمَلٰٓئِکَۃَ مِنْ نُوْرِ الْاِنْسَانِ وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُوْرِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ الْاِنْسَانَ مَطِیَّتِیْ وَجَعَلْتُ سَائِرَ الْاَکْوَانِ مَطِیَّتَہٗ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ اَنَا نِعْمَہٗ وَنِعْمَ

المطلوب الانسان ولنعم الراكب الانسان ونعم المركوب له سائر الاكوان
قال يا غوث الاعظم الانسان سرى وانا سره لو عرف الانسان
منزلته عندى لقال فى كل نفس من الانفاس لمن الملك اليوم
لى قال يا غوث الاعظم ما اكل الانسان طعاما وما شرب شرابا
وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلا وما توجه لشئ
وما غاب عن شئ الا انا فيه مسكنه ومحركه قال لى يا غوث الاعظم
جسم الانسان وقلبه ونفسه وروحه وسمعه وبصره ولسانه ويده
ورجله كل ذلك اظهرت له بنفسى لنفسى لا هو الا انا ولا انا غيره و
قال يا غوث الاعظم اذا رأيت المحترق بنار الفقر والمنكسر بكثرة الفاقة
فتقرب اليه فانه لا حجاب بينى وبينه قال يا غوث الاعظم لا تأكل طعاما
ولا تشرب شرابا ولا تنم نومة الا عندى بقلب حاضر وعين ناظرة قال
غوث الاعظم من منع من سفر الباطن ابتلى بسفر الظاهر ولم يزده
منى الا بعدا فى السفر الظاهر قال يا غوث الاعظم الاتحاد حال لا يعبر
بلسان المقال فمن آمن به قبل وجود الحال فقد كفر ومن اراد
العبادة بعد الوصول فقد اشرك بالله قال يا غوث الاعظم من سعد
بسعادة الازل فطوبى له لم يكن مخذولا ومن شقى بشقاوة الازل
فويل له ولم يكن مقبولا بعد ذلك قط قال يا غوث الاعظم جعلت
الفقر والفاقة مطية الانسان فمن ركبهما بلغ المنزل قبل ان يقطع
المسافة والبوادى قال يا غوث الاعظم لو علم الانسان ما كان له

بعد الموت ما اغنى الحيوة في الدنيا يقول بين يدي الله كل لحظة ولحظة
يارب امتي امتي قال يا غوث الاعظم حجة الخلائق عندي يوم
القيامة الصم والبكم والعمى ثم التحير والبكاء وفي القبر كذالك
قال يا غوث الاعظم المحبة حجاب بين المحب والمحبوب فاذا فني المحب
عن المحبة وصل بالمحبوب قال رايت الارواح كلها يترقصون في
قوالبهم بعد سماع قوله الست بربكم الى يوم القيامة قال رايت الرب
تعالى قال لي يا غوث الاعظم من سالني عن الرؤية بعد العلم فهو
محجوب بعلم الرؤية ومن ظن ان الرؤية غير العلم فهو مغرور
برؤية الرب تعالى قال يا غوث الاعظم من راني استغنى عن السؤال
في كل حال ومن لم يرني فلا ينفعه السؤال فهو محجوب بالمقال قال لي
يا غوث الاعظم ليس الفقير عندي من ليس له شيء بل الفقير
الذي له امر في كل شيء ان قال لشيء كن فيكون قال لي يا غوث الاعظم
لا الفة ولا نعمة في الجنان بعد ظهوري فيها ولا وحشة ولا حرقة
في النار بعد خطابي لاهلها قال يا غوث الاعظم انا اكرم من كل
كريم وانا ارحم من كل رحيم قال يا غوث الاعظم فقلت لبيك
يارب العرش العظيم فقال لي قل يا رب الغوث الكريم الرحيم
قال يا غوث الاعظم نم عندي لا كنوم العوام تراني فقلت يارب
كيف انام عندك قال بخمود الجسم عن اللذات وخمود النفس عن
الشهوات وخمود القلب عن الخطرات وخمود الروح عن الخطيات

وفناءِ ذاتك في الذات قال يا غوث الاعظم قل لاصحابك و
احبابك فمن اراد منكم صحبتي فعليه باختيار الفقر ثم فقر الفقر ثم الفقر
على الفقر فاذا تم فقرتهم فلا هم الا انا قال لي يا غوث الاعظم
طوبى لك ان كنت رؤفا على بريتي ثم طوبى لك ان كنت لبريتي
عفوا وقال لي يا غوث الاعظم جعلت في النفس طريق الزاهدين
وجعلت في القلب طريق العارفين وجعلت في الروح طريق الواقفين
وجعلت نفسي محل الاسرار يا غوث قل لاصحابك اغتنموا دعوة
الفقراء فانهم عندي وانا عندهم يا غوث انا ماوى كل شيء و
مسكنه ومنظره والى المصير قال يا غوث الاعظم لا تنظر الى
الجنة وما فيها ما ترى بلا واسطتي ولا تنظر الى النار وما فيها ما ترى بلا
واسطة قال يا غوث الاعظم اهل الجنة مشغولون بالجنة واهل
النار مشغولون بي يا غوث الاعظم اهل الجنة يتعوذون عن
النعيم كاهل النار يتعوذون عن الجحيم يا غوث من شغل بسؤالي
كان صاحبه نارا يوم القيامة يا غوث اهل القربة يستغيثون
عن القرب كاهل البعد يستغيثون عن البعد يا غوث ان لي عبادا
سوى الانبياء والمرسلين لا يطلع على احوالهم احد من اهل الدنيا
ولا من اهل الآخرة ولا احد من اهل الجنة ولا احد من اهل النار
ولا مالك ولا رضوان وما خلقتهم للجنة ولا للنار ولا للثواب ولا
للعقاب ولا للحور ولا للقصور ولا للغلمان فطوبى لمن آمن بهم يا غوث

أنت منهم ومن علاماتهم في الدنيا أن أجسامهم محترقة من قلة الطعام
ونفوسهم محترقة عن الشهوات وقلوبهم محترقة عن الخطرات و
أرواحهم محترقة عن الخطيات وهم أصحاب اللقاء المحترقين بنور اللقاء
يا غوث إذا جاءك العطشان في يوم شديد الحر وأنت صاحب الماء
البارد وليس لك حاجة بالماء فلو كنت تمنعه فأنت أبخل الباخلين
فكيف أمنعهم رحمتي وأنا أشهدت على نفسي بأني أرحم الراحمين يا غوث
ما بعد أحد من المعاصي وما قرب أحد من الطاعات يا غوث لو قرب
مني أحد لكان أهل المعاصي لأنهم أصحاب العجز والندم يا غوث العجز
منبع النور والعجب ظلمة يا غوث أهل المعاصي محجوبون بالمعاصي
وأهل الطاعات محجوبون بالطاعات وراءهم قوم آخرون
ليس لهم غم المعاصي ولا هم الطاعات يا غوث بشر المذنبين بالفضل
والمعجبين بالعدل والنقم يا غوث أهل الطاعات يذكرون النعيم
وأهل العصيان يذكرون الرحيم يا غوث أنا قريب في المعاصي بعد
ما فرغ عن المعاصي وأنا بعيد عن المطيع إذا فرغ عن الطاعات يا غوث
خلقت العوام فلم يطيقوا أنواري فجعلت بيني وبينهم حجاب الظلمة
خلقت الخواص فلم يطيقوا مجاورتي فجعلت الأنوار بيني وبينهم
حجابا يا غوث قل لأصحابك من أراد منكم أن يصل إلي فعليه
الخروج من كل شيء أخرج من عقبة الدنيا تصل إلى الآخرة واخرج
عن عقبة الآخرة تصل إلي يا غوث اخرج عن الأجسام والنفوس

ثُمَّ اُخْرُجْ عَنِ الْقُلُوْبِ فِي الْاَرْوَاحِ ثُمَّ اُخْرُجْ عَنِ الْاَمْرِ وَالْحُكْمِ تَصِلْ
اِلَيَّ فَقُلْتُ يَارَبِّ اَيُّ صَلٰوةٍ اَقْرَبُ اِلَيْكَ قَالَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ لَيْسَ
فِيْهَا سِوَائِيْ مِنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ وَصَاحِبُهَا غَائِبٌ عَنْهَا ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ صَوْمٍ
اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ وَصَاحِبُهٗ غَائِبٌ
عَنْهُ ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ
وَصَاحِبُهٗ غَائِبٌ عَنْهُ ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ بُكَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُكَاءُ
الضَّاحِكِيْنَ قُلْتُ اَيُّ ضِحْكٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ ضِحْكُ الْبَاكِيْنَ قُلْتُ
اَيُّ تَوْبَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ تَوْبَةُ الْمَعْصُوْمِيْنَ ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ عِصْمَةٍ
اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ عِصْمَةُ التَّائِبِيْنَ قَالَ يَا غَوْثُ لَيْسَ لِصَاحِبِ
الْعِلْمِ عِنْدِيْ سَبِيْلٌ مَعَ الْعِلْمِ عِنْدَهٗ اِلَّا بَعْدَ اِنْكَارِهٖ لِاَنَّهٗ لَوْ لَمْ
يَتْرُكِ الْعِلْمَ عِنْدَهٗ صَارَ شَيْطَانًا قَالَ الْغَوْثُ رَاَيْتُ الرَّبَّ تَعَالٰى
فَسَاَلْتُ يَارَبِّ مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ يَا غَوْثُ عِشْقٌ لِيْ وَفِيْ قَلْبِكَ
عَنْ سِوَائِيْ يَا غَوْثُ اِذَا عَرَفْتَ ظَاهِرَ الْعِشْقِ فَعَلَيْكَ بِالْفَنَاءِ عَنِ
الْعِشْقِ لِاَنَّ الْعِشْقَ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ يَا غَوْثُ اِذَا
عَرَفْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِاِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِاِخْرَاجِ خَطَرَاتِهٖ
عَنِ الْقَلْبِ فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَصِلُ اِلَيَّ وَاِلَّا فَاَنْتَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ يَا
غَوْثُ اِنْ تَدْخُلْ حَرَمِيْ فَلَا تَلْتَفِتْ اِلَى الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَلَا الْجَبَرُوْتِ
لِاَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتَ
شَيْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِيَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ عِنْدِيْ مِنَ الْمَطْرُوْدِيْنَ

يَا غَوْثُ الْمُجَاهَدَةُ بَحْرٌ مِنْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ وَحِيْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ
فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُوْلَ فِيْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِأَنَّ
الْمُجَاهَدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ يَا غَوْثُ مَنِ اخْتَارَ الْمُجَاهَدَةَ كَمَا لَا بُدَّ
لَهُمْ مِنِّيْ قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَى اللّٰهِ الْعَبْدُ الَّذِيْ
كَانَ لَهُ الْوَالِدُ وَالْوَلَدُ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا فَلَوْ مَاتَ الْوَلَدُ فَلَيْسَ لَهُ
حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَلَدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَيْسَ لَهُ هَمٌّ بِفَوْتِ الْوَالِدِ فَإِذَا
بَلَغَ الْعَبْدُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ فَهُوَ عِنْدِيْ بِلَا وَلَدٍ وَلَا وَالِدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
كُفُوًا أَحَدٌ وَقَالَ يَا غَوْثُ مَنْ لَمْ فَنَاءُ الْوَلَدِ بِمَحَبَّتِيْ وَفَنَاءُ الْوَالِدِ بِمَوَدَّتِيْ
لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَاحِدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ قَالَ يَا غَوْثُ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ
إِلَيَّ فِيْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا حَزِيْنًا إِلَيَّ نَازِعًا عَنْ سِوَائِيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ مَا
عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ يَا غَوْثُ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ قَالَ يَا غَوْثُ
طُوْبٰى لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الْمُجَاهَدَةِ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الشَّهَوَاتِ
قَالَ رَأَيْتُ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ يَا غَوْثُ
الْأَعْظَمُ الْمِعْرَاجُ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَائِيْ فَكَمَالُ الْعُرُوْجِ مَا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى قَالَ يَا غَوْثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهُ عِنْدِيْ يَا
غَوْثُ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوةِ هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِيْ۔

یہ رسالہ غوثیہ عالیہ کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت شاہ محمد رضا قادری بن شیخ فضل رح
سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فقیر نے بخدمت مرشد خود شیخ محی الدین محمد منار رح

عرض کیا کہ غوثیہ عالیہ کتب خانہ میں ہے فرمایا بلے۔ عرض کیا کہ از ملفوظات حضرت
غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ کے ہے فرمایا بلے۔ اور نقل کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ
سید عبد الوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے کہ جو کوئی اس کلمہ و
کلام کو جو مابین حق سبحانہ تعالیٰ و حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے ہوئی ہے۔ با تجدید وضو
خلوت میں پڑھے۔ اور معنے اسکے لفظاً لفظاً دل میں جماوے تو بالضرور جہلہ ملتمس فتح الباب
وکشاد مہمات سرانجام ہو۔ لیکن اول طعام فقراء و مساکین کے واسطے مہیا رکھے۔ اور
کھلائے کہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے حضرت غوث قدس اللہ سرہٗ کو فرمایا ہے کہ اپنے
اصحاب کو کہو کہ دعوت فقراء کی غنیمت جانو کہ میں اونکے پاس ہوں اور وے میرے
پاس ہیں۔ کھانا کھلا کر نیم شب یا اخیر شب میں پڑھنا شروع کرے جسقدر ممکن ہو اسی قدر
پڑھے۔ فقط۔

انشاء اللہ تعالیٰ کشو و فتوح ظاہر اور باطن کا ہووے گا ۱۲

شجرہ نسب ابویہ متصلہ بحضرت ولایت مآب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　　امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام حسن مثنیٰ۔ سید عبد اللہ محض۔ سید موسیٰ جون

سید عبد اللہ۔ سید موسیٰ۔ سید داؤد۔ سید محمد۔

سید یحییٰ زاہد۔ سید عبد اللہ۔ سید ابو صالح جنگی دوست

سید ابو محمد محی الدین عبد القادر غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ

و سید ابو احمد عبد اللہ برادر حضرت غوث اعظم جو جوانی

میں رحلت فرما ہو گئے تھے۔

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب پیران قصبہ بھیرہ کا ہے۔ اور یہ بزرگواران اولاد حضرت سید عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ کی ہیں تو اب صرف شجرہ اُنکا لکھا جاتا ہے۔

حضرت سید عبد الرزاق خلفہ سید صالح خلفہ سید علی خلفہ سید مشتاق خلفہ سید مومن خلفہ سید ظہیر الدین خلفہ سید صدر الدین خلفہ سید فتح اللہ شاہ خلفہ سید زین العابدین خلفہ سید علاؤ الدین خلفہ سید سرخ تاج محمود خلفہ سید میراں بہاء الدین قلندر خلفہ سید شاہ خلیل خلفہ سلطان جعفر صادق خلفہ پیر سید ہمون شاہ خلفہ پیر سید عبد اللہ شاہ خلفہ پیر یحییٰ شاہ خلفہ پیر سجان شاہ خلفہ پیر شہابل شاہ اور خلف پیر شہابل شاہ صاحب کے پیر بہادر شاہ

صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلف الرشید پیر بہادر شاہ صاحب کے سید چمن پیر شاہ صاحب اور خلف پیر حیدر شاہ صاحب کے پیر سید امیر شاہ صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ۔ یہ ہر دو صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالیشان کے ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف اگر لکھی جاوے تو ایک کتاب مبنی ہے۔ اگر عنایت ایزدی شامل حال رہی تو علیحدہ لکھی جاویگی مگر چندے تفصیل بعضے حالات معلومۃ الوقت کا لکھنا مناسب ہے حضرت سید عبد الرزاق رضہ السید الکامل الامام صاحب الحال الصادق و القدم الراسخ فی الحکام متوطن بلدہ حماہ ملک میں ہو کر جسکو عوام حامہ کہتے ہیں۔ وہیں مدفون ہوئے۔ حامہ شریف سے سید بہاوالدین معروف میراں بہاول شیر جنکی عمر ۱۲۵ سال ہوئی ہے۔ وہ بداون کے پہاڑ میں آکر مقیم ہوئے اور وہاں ستر سال چلہ کرتے رہے۔ پھر بادشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا اون سے نکاح کر دیا بعدہ حجرہ حضرت شاہ مقیم میں تشریف لائے۔ اور حجرہ سے سید میراں سجان شاہ صاحب قصبہ بہیرہ میں تشریف لائے اور اونکے دو نبیرہ صاحبان سید چمن پیر صاحب خلف پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم اور پیر سید امیر شاہ صاحب خلف پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں۔ ہر دو صاحبان سجادہ نشین اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔

شجرہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ از جہت والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ہے۔ بنت سید عبد اللہ صومعی زاہد بن امام ابی جمال الدین سید محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطار عبد اللہ بن امام سید کمال الدین عیسی بن سید ابی علاؤ الدین محمد جواد رضہ بن امام ہمام علی الرضی رضہ بن امام ہمام موسیٰ کاظم رضہ بن امام ہمام جعفر صادق رضہ بن امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدین رضہ بن سید الشہداء سید شباب

اہل الجنۃ امام حسین رض بن امیر المومنین و امام الاشجعین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا حضرت صدیق اکبر رض کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ والد شریف حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام۔ کریمہ امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رض ہیں۔ اور نیز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سید عبداللہ محض جد تاسع حضرت کے ملقب بلقب محض اسیواسطے ہوئے کہ دونوں نسبیں اون کی خالی از شائبہ موالی تھیں کہ والد اونکے حضرت سید حسن مثنیٰ تھے اور والدہ فاطمہ بنت امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات سید امام حسن مثنیٰ کے عبداللہ بن مظفر بن عمر رض بن عثمان رض کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور اتصال نسب بحضرت امیر المومنین عمر رض کے ساتھ بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظفر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے۔ بنت عبداللہ بن حضرت عمر رض اس لحاظ سے نسب عالی ہرچار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی ہے

(سلسلہ طریقت جناب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارکہ حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومی رض سے اخذ کیا اور بعد از ارتقائے بمقام قطبیت کے حضرت ابوسعید مبارک رض نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہکاری رض سے اخذ کیا۔ اونہوں نے اپنے شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے شیخ عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلف بن جحدر شبلی رض سے اونہوں نے عارف باللہ اساب شیخ ابی القاسم جنید رض سے اونہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین

سقطی رضہ سے اونہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخی رضہ سے اونہوں نے عارف
باللہ حضرت شیخ داؤد طائی رضہ سے اونہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمی رضہ سے
اونہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصری رضہ سے اونہوں نے امام
المسلمین امیر المومنین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے
رحمت للعٰلمین سید المرسلین سید الموجودات حضرت محمد المصطفٰے واحمد المجتبیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ
علیہ وعلےٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سے ؛

ترجمہ خواب قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہ

شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہ نے حضرت صلعم کی خواب میں زیارت کی حضور
میں سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دیوے تو کے ہوتی ہیں
حضرت صلعم نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عزوجل نے فرمایا فلا تحل لہ حتیٰ
تنکح زوجاً غیرہٗ پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یارسول اللہ بعض لوگ اہل علم انکو ایک طلاق
بناتے ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو اونکو پہونچا ہے اور اچھا کیا
میں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ حکم مجتہد کو تقریر فرما رہے ہیں اور میں
عرض کرتا تھا کہ حضرت میری غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہو کہ جب کوئی مجھ سے
فتوی طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے
حضرت صلعم نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فلا تحل لہ حتیٰ تنکح زوجاً غیرہٗ پس میں کیا
دیکھتا ہوں کہ اخیر مجلس میں ایک شخص ایستادہ ہوکر بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت
صلعم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم
آپ سے نہیں مانتے اور نہ تصویب اون کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا۔ حضرت

حضرت صلعم کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا مارے غضب کے اوس شخص پہ۔ اور حضرت صلعم باآواز
بلند فرماتے ہیں تین طلاق ہیں تین طلاق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ
حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ کیا تم فروج کو حلال بناتے ہو۔ پس حضرت صلعم یہی فرماتے
رہے حتے کہ اطواف والوں نے سُنا اور وہ شخص گھٹتا جاتا تھا حتے کہ مضمحل ہوگیا۔ زمین
پر اوسکا نشان نہ رہا۔ میں دریافت کرتا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخ رح بیدار ہوئے۔ اور اسی شب
کو پھر خواب میں حضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ قراء کا لفظ بمعنے حیض
و طہر کے ہے کوئی عالم اسکو بمعنے طہر کہتے ہیں اور کوئی بمعنے حیض۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں
اللہ تعالیٰ نے کیا مراد رکھی ہے۔ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جب قرا گذر جاوے تو عورت
کو غسل کرادو۔ اور کھاؤ اُس سے جو کچھ دیا ہے تمکو خدا تعالیٰ نے۔ پس شیخ کہتے تھے اب حیض ہے
پس حضرت صلعم وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَاِذَا فَرَغَتْ قُرُوْءُهَا فَافْرَغُوْا عَلَيْهَا الْمَاءَ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۔ یعنے جب حیض گذرے تو تم اوسکو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا
کے دیئے سے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے رہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیض ہے
حیض ہے۔ ص۱۷۰ ج ۴ فتوحات مکیہ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دینے سے ایک
طلاق بتاتے ہیں اونکو آگاہ کر دیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔
اور ثلثۃ قروء سے طہر مراد لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں +
(ذکر سماع) بہجۃ الاسرار ص۱۶۲ حکایت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس
سرہ و شیخ بقا و شیخ ابوسعد و شیخ علی رضی اللہ عنہ ایک حویلی میں دروازہ ازج کے
جمع ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے شیخ علی ابن الہیتی سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ اونہوں نے

اطراف ۱۰

عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کرسکوں پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کیسا بولوں پھر ابو سعد کو فرمایا کہ بولو وہ تھوڑا سا بولکر خاموش ہوگئے اور عرض کیا کہ آپکا حکم بجالانے کی خاطر اتنا بولا ہوں پس آپکے جلال سے خاموش ہوگیا ہوں۔ پس حضرت شیخ قدس سرہٗ نے حقائق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے بڑا جانا۔ سبنے اجازت طلب کی کہ حکم ہووے تو قوال بلایا جاوے۔ حضرت نے اجازت فرمائی۔ قوال بولا۔

وَبَدَا لَهُ مِنۢ بَعۡدِ مَا انۡدَمَلَ الۡهَوٰی	بَرۡقٌ تَاَلَّقَ مُوۡهِنًا لَمَعَانُہٗ
یَبۡدُوۡ کَحَاشِیَةِ الرِّدَاءِ وَدُوۡنَهٗ	صَعۡبُ الذُّرٰی مُتَمَنِّعٌ اَرۡکَانُہٗ
فَبَدَا لِیَنۡظُرَ کَیۡفَ لَاحَ فَلَمۡ یُطِقۡ	نَظۡرًا اِلَیۡهِ وَرَدَّهٗ اَشۡجَانُہٗ
فَالنَّارُ مَا شَمِلَتۡ عَلَیۡهِ ضُلُوۡعُهٗ	وَالۡمَاءُ مَا سَمَحَتۡ بِهٖ اَجۡفَانُہٗ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ہوا میں اُڑ گئے اور ہوا میں چکر باندھ دیا۔ حتےٰ کہ اوس حویلی کے بام سے بلند چلے گئے۔ جب وہ شیخ مدرسہ میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرسہ میں تھے اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل و قصائد کا از زبان قوال حضرت نے استماع فرمایا ہے مگر مزامیر و ملاہے کے ساتھ کبھی نہیں سُنا۔ شریعت میں بڑا اختلاف مزامیر و ملاہی کا ہے ج ۵ صـ۲۲۳ کتاب شامی حاشیہ درمختار سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب نوبت کا بادشاہوں کے دروازوں پر بجانا فقہائے کرام نے اس غرض سے جائز رکھا کہ نفخ صور کو یا وقت موت کو یاد دلاتی ہے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ یہ ملاہی لعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمت ان میں ہے تو غرض فاسد سامع کے سبب سے ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض اون کو ہی معلوم ہیں دوسرا واقف اونکے اسرار و بواطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایمانی ہے۔ آدمی بدظنی کرکے اونکے دیدار سے محروم رہ گیا

سے محروم نہ رہے۔ واللہ ورسولہ اعلم متعلق بقصاید۔ حضرت شیخ قدوۃ المحققین شیخ اکبر
رضی اللہ عنہ صاحب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کا لکھ رہا تھا کہ عالم
حقائق مثال و حضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت غیبی کا ہوا۔ اوس عالم میں حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جملہ رسول صلعم آپکے سامنے صف باندھے
ہوئے ہیں اور امت خیر امت یعنے صحابہ کرام رضا اونکے ساتھ ملتف ہیں اور ملائکہ تسخیر گردا گرد
اوس دربار عالی کے محیط ہیں۔ اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں پیش حضور کے صف
باندھے ہوئے ہیں۔ اور صدیق اکبر رضا بجانب یمین النفس ہیں۔ اور فاروق اعظم رضا بجانب
الیسر اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دو زانو بیٹھے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرمارہے ہیں۔ اور ذوالنورین چادر حیا کی
اوڑھی ہوئی نیچے نگاہ کئے ہوئے ہیں۔ پس سید اعلے دمورد عذب احلی و نور اکشف اجلی
یعنے حضرت صلعم نے التفات فرمایا اور مجھکو ختم ولایت کے پیچھے دیکھا۔ کیونکہ ختم ولایت کے
ساتھ مرا اشتراک حکم میں تھا پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن
وخلیل ہے اسکے لئے منبر چہاؤ کا میرے سامنے نصب کرو۔ پھر مجھکو اشارہ فرمایا کہ یا محمد اس
منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تجھ میں میرا ایک بال ہے اوس کو
میرے بغیر صبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت وطینت میں سو تو
سارا کا سارا میری طرف رجوع کریگا۔ اور رجوع کو لقاء لازم ہے۔ پس ختم ولایت نے منبر
اوس شہد احضر میں نصب کیا۔ اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ ھذا ھو المقام
المحمدی الاطہر جو اسپر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہوویگا۔ اور اوسکو حق تعالی
عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔ اور جس نے منبر پر میں ایستادہ ہوا اوسپر ایک

سر آستین قمیص سپید کا بچھایا گیا تھا۔ اُس لحاظ سے کہ اوس مقام خاص سے جو حضرت صلعم کا ہے میری مس نہو۔ یہی فرق ہے درمیان نبی اور وارث کے کہ نبی کریم صلعم نے جو مقام حضرت رب العزت کا دیکھا ہے بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھتا ہے تو درمیان میں پردہ ثوب حضرت نبی کریم صلعم کا ہوتا ہے۔ مگر اتنا حجاب نہو تو وارث پر وہی کشف ہو جو حضرت صلعم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری اونکی معرفت ہو جاوے۔ یہ ناممکن ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدار کرے کہ اوس کی خبر سے واقف ہووے تو اوس رستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے پچھلا نہیں دیکھتا۔ پچھلا اول کے اوصاف سلوک سے واقف نہیں جیسا کہ اول رونده راه رست پر گیا ہے تو زمین صفا تھی پچھلے نے اوسکے قدم کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اول نے دیکھی تھی اخیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول امام ہے اور دوسرا مقتدی۔ یہی بات تھی کہ حضرت موسے علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتائید روح القدس ارتجالاً میں نے کہا۔

يَا مُنْزِلَ الْاٰيَاتِ وَ الْاَنْبَاءِ حَتَّى الْكَوْنَ بِمَجْدِ ذَاتِكَ جَامِعًا	اَنْزِلْ عَلٰى مَعَالِمِ الْاَسْمَاءِ لِمَحَامِدِ السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ

پھر حضرت صلعم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ منزل قرآن مطہر کی طرف سے حمد سے کہے گئے جسنے آپ کی ثنا میں سورہ نون نازل فرمائی جیسے وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ کو فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر ید قدرت کے ساتھ لوح محفوظ پر جس میں مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَمَا سَيَكُوْنُ وَمَا لَا يَكُوْنُ ہے۔ لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کروں۔ محمد نہ امکی

ہو۔ اور جوہرہ پانی کا پیدا کروں۔ پس جوہرہ ماء کا حجاب عزت سے باہر پیدا کیا۔
اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پرے تھا ویسا جیسا پہلے تھا فرمایا وانا علےٰ ما کنت علیہ
ولا شئی معی فی عماء یعنی میں اوسی طور پر ہوں جو تھا اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی
عماء میں۔ عماء اور اسماء الٰہیہ کو کہتے ہیں۔ اور پانی موتی سپید کی طرح جما ہوا تھا۔ اوس میں
استعداد اجسام واعراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمٰن کا اوسپر مستوی ہوا
پھر کرسی پیدا کی اور اوسپر دو قدم (یعنے امر ونہی کے احکام) لٹکائے یعنے لوح محفوظ میں
لکھے اور بنظر جلال اوس موتی کی طرف نگاہ فرمائی تو وہ حیا سے پگل گیا تا آخر مقال۔
فائدہ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھکو میرے سید نے
منبر تخصیص پر بٹھایا تھا۔ وہ منبر وارثوں کی خاطر منصوب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو اپنے
اپنے منصب کے مطابق علم وکمال عطا ہوتا ہے اور منبر پر اپنا امام و مرشد بٹھاتا ہے۔ اور
حضرت غوث پاک کو حضرت صلعم نے منبر پر بٹھایا۔ اُس سے صاف واضح ہوگیا کہ فیض ان کا
حضرت صلعم سے بلا واسطہ ہے۔ صفۃ البہجت۔ شیخ ابو الحسن قرشی رح کہتے ہیں کہ مینے حضرت
شیخ قدس سرہ سے سُنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی مد بصر
تک ہے۔ اوسمیں میرے اصحاب و مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے
کہا گیا ہے کہ یہ لوگ آپکو دیے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن دوزخ سے پوچھا۔
کیا تیرے پاس کوئی میرا یار ہے۔ بولا قسم ہے رب العزت کی میرے پاس کوئی نہیں۔
اور فرمایا کہ ہاتھ میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا مرید جید نہو گا تو میں
جید ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال رب کی۔ خدا تعالےٰ کے سامنے رہونگا۔ اور وہاں سے
قدم نہ اٹھاؤں گا جبتک کہ مجھکو ساتھ تمہارے (اے مریدو) بہشت کی طرف نہ لے چلے۔

اور نیز عمران و بزاز نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف منسوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پہ بیعت نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اوسکو قبول فرماویگا۔ اور اوسپر رحم کرے گا۔ اور میرے رب عز و جل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب و میرے طریق والے اور میرے محب کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور نیز فرمایا کہ قیمت ہمارے بیضہ کی ہزار ہے۔ اور جوزہ کی قیمت کوئی نہیں کر سکتا۔ یعنے بے بہا ہے

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبد الحق رح

غوث اعظم دلیل راہ یقین — بہ یقین رہبر اکابر دین — شیخ دارین ہادی ثقلین
زبدۂ آل سید الکونین — بادشاہ ممالک قربت — راہ نوردی مسالک غربت
اوست در جملہ اولیا مختار — چون پیمبر در انبیا مختار — اولیا بندہ ہاش از دل جان
قدم او بگردن ایشان — وصف تعریف از زبان کہ ہست — خود کرامات و معرف وست
من کہ پروردۂ نوال ویم — عاجز از مدحت کمال ویم — ہمہ در بحر غرق احسانم
اے فدا سے درش دل جانم — در دو عالم بدوست مُہدیم — ہست باو امید جاویدم

ایضاً منہ

عشق جیلانی نشانۂ دیگر است — عاشقانش را مکانۂ دیگر است — ہر دلے نبود سزائے عشق او
ایں مہار آشیانے دیگر است — غوث اعظم آنکہ از تمکین او — ہر نفس را تازہ جانے دیگر است

ایضاً

چہ یارا عقل را تا مدح شاہ اولیا گوید — چنین پایان پائے وہم از اوج سما گوید

مہ برج حقیقت غوث اعظم شاہ محی الدین — کہ در جمع ملک روح الامین او ثنا گوید
خرد خواہد کہ بر سنجد کمال او تعالی اللہ — اگر بسنجد غلط سنجد اگر گوید خطا گوید
اگر از بحر فضل او سخن رانند بدان ماند — کہ مور لنگ بر ساحل رسد حرف ثنا گوید
فلے خواہم کہ بر حال خراب ما بدر آید — بآن سلطان دین پرور حدیث این گدا گوید
سحر شد چشم دارم کا روشن خاک درت بادے — بچشم تیرہ ناک من پیام توتیا گوید
اگر قلبم مس خود بر درے دارم کہ بر خاکش — بہر صبح آفتاب آید سلام کیمیا گوید
بحشر مشرقی اگر با سگان کوے او رقم — باین آلودہ داماں نے بہشتم مرحبا گوید

تقریر یازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات باعث اختتام چلہ ہائے مشائخ کرام کی ہے کہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور اکتالیس وظیفے پورے کئے جاویں تو یوم یازدہم ہوتا ہے۔ اول تقرر شب یازدہم کا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ جب توبہ اون کی دسویں محرم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ اون انوار کا طالب اوسی وقت کا اور یوم وشب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوح عم کی کشتی بھی اوسی روز کوہ جودی پر جا لگی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف غلہ کے کچھ اذوقہ باقی نہ رہا تھا۔ سارے فرزندوں سے سب طرح کا غلہ لے کر کھچڑا پکایا۔ اور حضرت موسے علیہ السلام کی قوم کو یوم عشرہ محرم دریا سے پار اوتارا۔ اور دشمن کو غرق کیا۔ اون کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدا نے بہشتی

ذمہ آیا اور انوار الٰہی نازل ہوئے۔ عید اضحےٰ مقرر ہوئی۔ ایسا ہی قبولیت کا وقت جب ہر سال وماہ میں آتا ہے تو وہی انوار وبرکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیاء اللہ نے اپنے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھلانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے سالہا سال اربعین یعنے چلے فرمائے۔ تو کل سال کے مشہور کی یازدہم کو حاوی ہو گئے۔ اب جس مسلم کو وہ انوار الٰہی حاصل کرنے ہوں اور تبرک لینا چاہے تو وہ اوس یوم یا شب میں بعد از اطعام طعام جو فرمودہ جناب غوثیہ کا ہے بطریق قرأت وسلام وقرآن شریف وایصال ثواب بجناب حضرت سرور کائنات وصحابہ اخیار وآل اطہار واولیائے کبار بہرہ یاب ہووے۔ یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔ تقرری عیدین وعشرہ ذی الحجہ وعشرہ محرم وربیع الاول وربیع الثانی وعشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدول ہیں۔ اور جس کی اصل مباح ہو اوسکا ایفاء واجب ہے پس اگر کوئی مقرر کر لیوے کہ یازدہم اسقدر دیا کروں گا۔ ایفاء وعدہ اوس کے ذمہ واجب ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کلمہ!

یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِی شَیْئاً لِلّٰہِ۔ حسب فرمودہ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات وقضاء حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخین سے دریافت کیا جاوے۔ اور جن علماء نے شیئاً للہ کے لفظ میں بحث کی ہے۔ وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں خاموش ہیں۔ اون کو دھوکھا یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔ خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں خدا واسطے

کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال اون معترضین کے اعتقاد کیا جاوے تو کوئی عامی و خاصی یہ زبان پر نہ لاوے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔ مانعین خود ہر موقعہ و محل میں یہی کلمہ بولتے ہیں علامہ شامی نے اس کی تردید کما حقہ کردی ہے کہ یہ غلطی ہے نافہموں کی۔ کیونکہ معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز برائے اکرام اللہ دو۔ اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جاوے نہ ایسا کہ جس سے معنے کفر کے پیدا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کرامات بطریق محو و فرماتے ہیں۔ اور حضرت غوث پاک قدس اقدس سرہ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل و قال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ ان سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرہ کا معاند و مخالف ہے۔ اوسکا کلام واہی تصور کیا جائیگا

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نفرماوے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ کی ہووے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ یہ نیازمند کل اولیاء اللہ کا ہے مطلب یہ تھا کہ جو کچھ بہجۃ الاسرار یا فتح المبین سید ظہیر الدین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کردوں۔ اور حسب تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ بندہ سب کا حلقہ بگوش ہے ✣

مدح حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ از انفاس مولوی غلام قادر عفی عنہ

کہوں کیا میں تعریف اوس شہ زمان کی ۔ ولایت ہے اونکی زمین اور زمان کی
قدم بر قدم ہیں ولایت نبی کے ۔ ولایت ملی اونکو اس جاہ وشان کی
جو غوث الوری ہو گئے وہ ازل سے ۔ پناہ ہیں وہ سبکی وجان اس جہان کی
خدا کے ہیں محبوب ایسے پیارے ۔ رسائی نہیں فہم ووہم وگمان کی
وہ شہباز ہینگے شہ لامکان کے ۔ نہ حاجت ہے شمشیر وتیر وکمان کی
مطیع اونکے اقطاب اغواث کل ہیں ۔ سیادت ہے کل عین اور مکان کی
امام حسن نے خلافت کو چھوڑا ۔ عوض میں عطا ہے ولایت جہان کی
وہ ہیں واسطہ اور حسن فاتحہ ہیں ۔ ہوئی خاتمہ مہدی آخر زمان کی
کرامات اونکی تواتر سے ثابت ۔ نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیان کی
جہان میں ابھی تک تصرف ہے اونکا ۔ شہادت ہے سب کی بہیت شان کی
وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم ۔ قیامت میں ہوگی امارت وہاں کی
وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلبند ۔ بجھاوینگے آتش ہر تشنگان کی
تفاخر ہے از بس غلاموں کو اونکے ۔ نظر رکھتے ہیں جن پہ سر نہان کی
سگ شاہ جیلان ہے دور وہیں ایسا ۔ کہ دبتی ہے دم جب ہے شیر ژیان کی
ابوبکر صدیق و فاروق اعظم ۔ حیا دار عثمان سے نسبت ہے جانکی
نسب میں حسب میں ہیں سب کے جگر بند ۔ نہیں راہ اسمیں چنیں اور چنان کی
خصائل میں سب کے ہیں مجموعہ ایسا ۔ ہدایت ہوئی جنہیں پیر وجوان کی

روافض خوارج یہود و نصاریٰ — ہوئی سب پہ تاثیر اُن کی زبان کی
مریدونکا طومار حق نے دیا ہے — قیامت تلک شرح سبکی عیان کی
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے پختہ — کہ ماوائے و ملجاء اونہوں کی جنان کی
یہہ سب کچھ ہی بہجت میں جاکر کے دیکھو — نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیان کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہٗ۔ الٰہی بحرمت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر عبداللہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالعباس احمد قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت

شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو الحسن علے القریشی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الاسلام ابو سعید مبارک مخزومی قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الثقلین میر سیّد محی الدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الرزاق قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ العزیز ؀

تمّت

اشتہار

مولوی عبد العزیز ملتانی پڑہاری نے کتاب کوثر النبی میں لکھا ہو کہ کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کی نہیں ہے۔ مؤلف اسکا شیخ عبد القادر دوسرا ہے۔ اھ اور ایسا ہی دیوان عربی جو منسوب بسوئے حضرت شاہ ولایت ہے وہ بھی وہ لکھا ہے۔ شیخ محی الدین عربی قدس سرہ جلد ۴ فتوحات میں لکھتے ہیں کہ علی بن ابیطالب قیروانی کے یہ اشعار ہیں۔ جو بنام حضرت شاہ ولایت نامزد ہو رہے ہیں۔ اور ایسا ہی فقہ اکبر امام اعظم رحمہ کی اور ہے۔ اور مشہور فقہ اکبر دوسرے کی تصنیف ہے۔ جو مشہور ہے غلط ہے۔

نوٹ۔ علاوہ اس کتاب کے چند کتابیں مصنفہ جناب مولنا مولوی عبد القادر صاحب معروف بہ مولوی غلام قادر صاحب مرحوم حنفی قریشی ثم چشتی نظامی میرے پاس موجود ہیں۔ نماز حضوری نوری قیمت ۱۔ نماز حضوری ضروری۔ جوہر ایمانی سر قرآنی ۱۔ رسالہ علم غیب۔ تکملہ وصیانۃ جنازہ۔ رسالہ اثبات نماز

حضرت ہیبت۔ آپکا قول مبارک کُلُّ وَلِیٍّ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍّ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِّی صلعم وَمَا رَفَعَ المُصطفٰے صلعم قَدَمًا اِلَّا وَضَعتُ اَنَا قَدَمِہٖ فِی المَوضِعِ الَّذِی رَفَعَ قَدَمَہٗ اِن یَّکُونَ قَدَمًا مِّن اَقدَامِ النُّبُوَّۃِ فَاِنَّہٗ لَا سَبِیلَ اَن یَّنَالَہٗ غَیرُ نَبِیٍّ۔ یعنی ہر ایک ولی بر قدم ایک نبی کے ہوتا ہے اور میں بر قدم اپنے جد پاک احمد کے ہوں۔ اور حضرت مصطفٰے صلعم نے کوئی قدم نہیں اوٹھایا مگر مینے اپنا قدم وہاں جمایا۔ مگر قدم از اقدام نبوت کہ اوسکے پانیکا راستہ نبی کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا۔ اس عبارت رسالہ میں واضح ہو گیا ہو کہ مشعر بر قدم و بر قلب کے یہ ہیں کہ تابع جامع علوم و حقائق و معارف متبوع کا ہوتا ہو اگر اتباع کثیر ہیں تو جملہ مجموعہ جامع علم متبوع کے ہو وینگے۔ اور اگر واحد ہو تو وہی فرد کامل جامع حقایق و معارف اپنے متبوع کا ہوویگا پس حضرت غوث پاک قدس سرہ اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ وراثت نبی کریم صلعم کی مجھکو ملی ہو اور میں جامع اون علوم کا ہوں شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ و قدوۃ المحققین شیخ محی الدین عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ علوم حضرت صلعم کے بے نہایت ہیں کسی حد پر واقف نہیں سو وارثان محمدی کو باتباع حضرت صلعم کے بے نہایت علم عطا ہوتے ہیں اکثر عوام کو شبہ ہوتا ہے کہ تابع کا علم متبوع سے زیادہ نہیں ہوتا تو اولیا اُمت کے علوم انبیاء کرام کو نہیں حاصل کر سکتے حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ وزیر بادشاہ کا دربار میں جاتا ہے اور خادم خاص وسکا بھی اوسکے ساتھ ہی بطور تبعیت کے پاس وزیر کے استادہ ہوتا ہو اور دوسرے منصب دار اپنے اپنے مقامات متعینہ میں قائم ہیں۔ یہ وارث قریب بادشاہ کے ہے جو یہ سنتا ہی دور والے نہیں سنتے اونکو اگر حکم بادشاہی ملیگا تو بطور فرمان تحریری کے ملیگا۔ اور اُس وارث کو جو اسرار حاصل ہونگے اونمیں افشاء راز کی ضرورت نہیں ہی جب حضرت صلعم کے علوم کی نہایت نہیں تو وارث بھی علی الدوام اقتباس سے قول حضرت کا قَدَمِی ہٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی یہ میرا قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے واللہ اعلم اسرار و رموز اس کلام جلیلہ میں کیا کیا مستور ہیں کلام غوث کو غوث ہی جانتے ہیں مثل ہے ہمی را نبی شناسد۔ و ولی را ولی۔ جس شان کا بادشاہ ہوتا ہو اوسی شان کا بادشاہ اوسکی کلام سمجھتا ہو۔ اگر در خانہ کس است۔ یک حرف بس است چونکہ حضرت شیخ قدس سرہ قدم بر قدم حضرت صلعم کے ہیں تو یہ قدم مبارک فوق الرقاب ہی متصور ہوویگا۔ نہ لیت۔ **ابیات**

سلوک و عشق جذبات الٰہی — کہ ذوق عارفان باشد کماہی
چہ داند کس کہ ذوقش نا چشیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ
کہ غوثاں را بجز غوثان نداند — ولیاں را ولیاں ہم شناسند
اگر از غوث کس آگاہ بودے — بسرش راہ در درگاہ بودے
شنیدہ آں کلامے کان شنیدہ — ودیدست آں لقائے کان بدیدہ
شنیدہ کس چہ گوید راز پنہاں — مرآن رازیکہ گوید شاہ پنہاں
عوام الناس یک حرف کافی است — شمارا غوث اعظم عون دو فیست